ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
17
www.tanzeem.org
27رجب تا 4شعبان 1438ھ/25اپریل تا یکم مئی 2017ء

اپنی حیثیت پہچانیے!

ایک بندۂ مومن پر اس کا مقام اچھی طرح واضح ہونا چاہیے۔ وہ جانے کہ خدا کی اس زمین پر وہ کس حیثیت سے موجود ہے؟ اسے یاد رہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس نے اپنی کیا پوزیشن قبول کر رکھی ہے؟ اس مقام اور اس حیثیت کی تعیین کے لئے فرمایا: ’’بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لیا ہے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض۔‘‘ (توبہ: 111) معلوم ہوا کہ مومن کی حیثیت یہ قرار پا چکی ہے، بلکہ اس نے ایمان لا کر از خود اپنی اس حیثیت کا پختہ اقرار کر رکھا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ تھا اس نے وہ سب اللہ کے ہاتھوں بیچ دیا ہے۔ اس کی جان، اس کا مال، اس کی قوتیں، اس کے اوقات، اس کی آرزوئیں، اس کی مسرتیں، غرض اس کی ایک ایک چیز اللہ کی ہو چکی ہے۔ اور اس وقت اگر اس کے پاس یہ چیزیں موجود ہیں تو اس کی مِلک کی حیثیت سے نہیں، بلکہ امانت کی حیثیت سے موجود ہیں۔ خریدنے والے نے اس کے پاس انہیں صرف اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ وہ انہیں چندے حفاظت سے رکھے، اِن میں نہ خود اپنی طرف سے کوئی تصرف کرے، نہ کسی اور کو کرنے دے، اور صرف یہ دیکھتا رہے کہ ان کا خریدنے والا، انہیں اس کے پاس ودیعت رکھ چھوڑنے والا اور ان کا اصل مالک ان میں سے جو چیز جب بھی طلب کرے پوری دیانتداری سے وہ اسے اس کی خدمت میں حاضر کر دے، اور دل میں بھینچنے کے بجائے اس میں ایک اطمینان سا محسوس کرے، کہ ایک امانت کا حق ادا ہو گیا اور اس کا ذمہ سر سے اتر گیا، نہ یہ کہ اس طلبی پر دل تنگ ہو، ٹال مٹول کرے، اور حق امانت ادا بھی کر دے تو اس پر اندر ہی اندر کڑھے، بے چین ہو، ایسا محسوس کرے جیسے اس کی اپنی کوئی چیز چھین لی گئی۔ جو شخص اپنی اس حیثیت کا جتنا ہی زیادہ شناسا ہو گا وہ راہ حق کی آزمائشوں میں اتنا ہی زیادہ مضبوط اور ثابت قدم رہے گا۔

صدر الدین اصلاحی

اس شمارے میں

بڑا مقدمہ، بڑی عدالت اور ادھورا فیصلہ

اسلامی نظام ہی انسان کی اخلاقی تربیت کا ضامن ہے

مطالعۂ کلام اقبال

شام پر امریکی حملہ اور کلبھوشن کی سزائے موت

خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

فیصلے کا دن بہت سخت ہوگا!

زبان کی آگ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سورۃ مریم

تمہیدی کلمات

سورۂ مریم ''مکی مدنی'' سورتوں کے تیسرے گروپ میں شامل ہے۔اس گروپ کی مکیات کا آغاز سورۂ یونس سے ہوا تھا۔ان میں سے جن نو سورتوں کا ہم اب تک مطالعہ کر چکے ہیں وہ تین تین کے تین ذیلی گروپس میں منقسم ہیں۔

سورۂ مریم سے ''مکی مدنی'' سورتوں کے اس بڑے گروپ کا آغاز ہو رہا ہے' جس میں سورۂ مریم' سورۂ طٰہٰ اور سورۃ الانبیاء شامل ہیں۔ سورۂ مریم اور سورۃ الانبیاء دونوں میں انبیاء کرام ؑ کا تذکرہ قصص النبیین کے انداز میں ہے۔ان تذکروں میں ''انباء الرسل'' یا ''ایام اللہ'' جیسا وہ انداز نہیں جو ہم سورۃ الاعراف اور سورۂ ہود میں ملاحظہ کر چکے ہیں کہ رسول آئے' انہوں نے دعوت دی' قوم نے انکار کیا اور وہ قوم ہلاک کر دی گئی۔

سورۂ مریم ہجرتِ حبشہ سے قبل نازل ہوئی۔ اس کے دوسرے رکوع میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ آیات مسلمان مہاجرین کو سفرِ حبشہ کے زادِ راہ کے طور پر عطا ہوئی تھیں۔ عنقریب انہیں شاہِ حبشہ (نجاشی) کے دربار میں پیش آنے والی مشکل صورتِ حال میں ان آیات کی مدد درکار تھی۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو واپس لانے کے لیے قریش مکہ نے عمرو بن العاص (جو بعد میں ایمان لا کر جلیل القدر صحابی بنے رضی اللہ عنہ) کی سرکردگی میں نجاشی کے دربار میں ایک سفارت بھیجی۔ ان لوگوں کی شکایت پر نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں بلا کر ان سے حقیقت حال دریافت کی۔ مسلمانوں نے جواب میں وہ تمام حالات بتائے جن کی وجہ سے وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے۔ نجاشی نے مسلمانوں کا موقف سننے کے بعد انہیں قریش کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ اس کے ملک میں جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے ایک اور داؤ کھیلا اور نجاشی کے دربار میں دوبارہ حاضر ہو کر کہا کہ آپ ان لوگوں کو بلا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ دریافت کریں۔ یہ لوگ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک عام انسان سمجھتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو ایک بار پھر اپنے دربار میں طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا ہے۔ اس پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق سورۂ مریم کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ کلامِ الٰہی سن کر نجاشی بہت متاثر ہوا۔ اُس نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے حقیقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی اس سے زائد نہیں ہیں۔ اس کے بعد اُس نے قریش کی سفارت کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا' چاہے تم لوگ مجھے پہاڑوں کے برابر سونا بھی دے دو۔

فرمان نبویؐ

دنیا کی زندگی

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْنَا، لَکَ وِطَاءً۔ فَقَالَ: ((مَالِیْ وَمَا وَلِلدُّنْیَا مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سوئے، جب اٹھے تو آپؐ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان ابھرے ہوئے تھے۔ ہم نے یہ دیکھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش، ہم آپؐ کے لیے کوئی آرام دہ بستر تیار کر پاتے! آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دنیا کے عیش و آرام سے کیا غرض! میرا تو دنیا سے تعلق بس اس سوار (مسافر) جتنا ہے کہ گھڑی دو گھڑی، درخت کے سایہ میں رکا اور پھر درخت کو جوں کا توں چھوڑ کر اپنی راہ چل دیا!''۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں دنیا ایک ایسا درخت ہے جس کے نیچے مسافر ستانے کی غرض سے ٹھہرتا ہے اور پھر آگے چل پڑتا ہے۔ دنیا کی محبت میں مر مٹنے والوں کو دنیا کی اصل تصویر پر غور کرنا چاہیے۔

ادا ریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بڑا مقدمہ، بڑی عدالت اور ادھورا فیصلہ

بڑی عدالت نے بڑے مقدمہ کا ادھورا فیصلہ صادر کیا ہے۔ عدالت عظمیٰ کے پانچ معزز ججز میں سے دو نے میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کو نااہل قرار دیا ہے جبکہ تین ججز نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا بلکہ وزیر اعظم کے خلاف جے آئی ٹی بنانے کا کہا ہے جو سات دن کے اندر قائم کر دی جائے گی اور وہ سپریم کورٹ کو اپنی رپورٹ ساٹھ دن میں پیش کرے گی۔ اس رپورٹ کو بنیاد بنا کر یہ تین ججز اپنا حتمی فیصلہ صادر کریں گے۔ جسٹس آصف سعید کھوسہ (سربراہ بنچ) اور جسٹس گلزار نے اپنا حتمی فیصلہ دے دیا ہے جبکہ جسٹس اعجاز الحسن، جسٹس عظمت سعید شیخ اور جسٹس اعجاز افضل نے اپنے فیصلے کو ملتوی کیا ہے۔ اس فیصلہ نے فریقین میں سے کس کو فائدہ پہنچایا اور کس کو نقصان، ہمارے لیے یہ ثانوی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حتمی اور آخری فیصلہ نہ آنے کی وجہ سے قوم جس تذبذب اور غیر یقینی صورت حال سے دوچار تھی اس سے نجات نہ پا سکی۔ بلکہ اِس میں اضافہ ہو جائے گا اور قوم کو مزید 67 دن انتظار کرنا ہوگا۔ یہ التوا قومی نکتہ نظر سے بہت نقصان دہ ہے اس لیے کہ ہمارا قومی وطیرہ یہ ہے کہ جب ملک کو یا اس کے ریاستی اداروں میں سے کسی بڑے مسئلہ کا سامنا ہوتا ہے تو قوم سارا کام چھوڑ کر اس مسئلہ کے حل کا انتظار کرنا شروع کر دیتی ہے۔ تمام ریاستی امور التوا کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تمام قوم ٹیلی ویژن چینلز کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتی ہے اور لحہ بہ لحہ بدلتی صورت حال پر تبصرے اور قیاس آرائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جن تین محترم ججز نے جے آئی ٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان سے ایک فطری اور منطقی سوال کیا جا سکتا ہے کہ جو کام آپ 126 سماعتوں میں اور فیصلہ محفوظ رکھنے کے 57 دن بعد مکمل طور پر نہ کر سکے اور کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ جے آئی ٹی 60 دنوں میں حتمی نتائج تک کیسے پہنچ سکے گی؟ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ سپریم کورٹ کوئی تحقیقاتی ادارہ نہیں ہے۔ کسی الزام کی کھوج لگانا اور حقائق تک پہنچنا تحقیقی ادارے مثلاً نیب' ایف آئی اے' آئی ایس آئی وغیرہ ہیں۔ یہ ان کا کام ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے یہ بات مقدمہ کے آغاز ہی میں کیوں نہ کہہ دی اور قوم کے چھ ماہ کیوں ضائع کیے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ آغاز میں جب عمران خان پانامہ کے حوالہ سے وزیر اعظم کے خلاف درخواست لے کر گئے تھے تو رجسٹرار نے اس درخواست کو ''مضحکہ خیز'' اور ''غیر سنجیدہ'' قرار دے کر واپس کر دیا تھا۔ پھر سپریم کورٹ نے یکم نومبر 2016ء کو ازخود نوٹس لے کر اس مقدمہ کی ذمہ داری خود ہی اٹھا لی تھی۔ آغاز ہی میں سپریم کورٹ یہ قرار دینے میں حق بجانب تھا کہ چونکہ یہ آئینی معاملہ نہیں اور نہ ہی انسانی حقوق کا مسئلہ ہے لہٰذا مقدمہ براہِ راست سپریم کورٹ میں آنے کی بجائے through proper channel آئے۔ مثلاً کسی بھی اسمبلی ممبر کے خلاف (ظاہر ہے وزیر اعظم اسمبلی ممبر ہوتا ہے) ریفرنس پہلے سپیکر کو بھیجا جاتا ہے، سپیکر اسے ایک ماہ میں الیکشن کمیشن کو بھیجنے کا پابند ہے۔ الیکشن کمیشن فیصلہ دیتا ہے جسے صرف سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ جب آپ نے مقدمہ سننے کا فیصلہ دیا اور کورٹ کے دائرہ اختیار کے خلاف چیلنج کو مسترد کر دیا تو پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے تھا کہ فیصلہ بھی آپ ہی کو کرنا ہے۔ یہ فیصلہ بھی دیر آید درست آید کے زمرے میں آجاتا اگر

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 رجب تا 4 شعبان 1438ھ — جلد 26
25 اپریل تا یکم مئی 2017ء — شمارہ 17

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

فریقین کو کہا جاتا کہ وہ قانون کے مطابق through proper channel اُن تک پہنچیں۔ کورٹ نے خصوصی اور لامحدود اختیارات جو آئین نے انہیں دیے ہیں۔ ان کی بناء پر اس مقدمہ کی سماعت کی۔ ہم آئین کے تحت ملے ہوئے اُن کے اختیارات کو ہرگز چیلنج نہیں کرتے۔ وہ آئینی حق رکھتے تھے کہ ان لامحدود اختیارات کے تحت سماعت کرتے۔ مگر ایسی صورت میں back to square one جانے کا تک سمجھ نہیں آیا۔ بہرحال عدالتِ عظمیٰ کے جن تین ججز نے جے آئی ٹی کی رپورٹ تک حتمی فیصلے کے التوا کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں اسے بھی قبول کرنا ہوگا کہ اس کے سوا چارہ کار نہیں لیکن ماضی میں پاکستان میں جو کمیشن اور جے آئی ٹی بنائی گئی ان کا حشر کیا ہوا؟ وہ ہر پاکستانی ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس جے آئی ٹی کے چھ ارکان ہوں گے جو ایف آئی اے، سٹیٹ بینک آف پاکستان، سیکورٹی ایکسچینج، نیب، آئی ایس آئی اور ایم آئی سے لیے جائیں گے۔ ان میں سے چار ادارے براہِ راست وزیراعظم کے تحت ہیں۔ دنیا کے دوسرے ممالک میں تفتیشی ادارے اپنے حکمرانوں کا احتساب کرتے ہیں لیکن وہاں ادارے بہت مضبوط ہیں جبکہ ہمارے ہاں ہر حکمران اداروں کو اپنا ذاتی غلام بنانے کا قائل ہے اور کون نہیں جانتا کہ شریف فیملی نے جس طرح اداروں کو کمزور اور بے بس کیا ہے اس کی مثال ماضی میں خود ہمارے ملک میں بھی نہیں ملتی۔ پاکستان کے خصوصی حالات کے پس منظر میں دیکھا جائے تو جے آئی ٹی عزیر بلوچ اور اجمل پہاڑی جیسے مجرموں اور دہشت گردوں کے خلاف بنائی جاتی ہے۔ اس سے ایک تو وزیراعظم کے منصب کو بے توقیر کیا گیا ہے۔ بہرحال یہ کہا جا رہا ہے کہ اس جے آئی ٹی کا ایک فرق ہے اسے سپریم کورٹ کو رپورٹ کرنا ہوگی، سپریم کورٹ ہر پندرہ یوم کے بعد اس جے آئی ٹی کی کارکردگی کا جائزہ لے گی۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

قطری خط کو ان تین ججز نے بھی مسترد کر دیا ہے لہٰذا جے آئی ٹی اس سے استفادہ نہیں کر سکے گی۔ سپریم کورٹ نے چند سوال مرتب کیے ہیں۔ جے آئی ٹی کو شریف فیملی سے ان سوالات کے جواب یقیناً لینے ہوں گے۔ پاکستان تحریک انصاف اور میڈیا بھی اس پر کڑی نگاہ رکھیں گے لہٰذا اتنا آسان نہیں ہوگا کہ ملزمان جے آئی ٹی کو زیادہ دباؤ میں لاسکیں۔ کورٹ نے نیب کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ حدیبیہ پیپرز ملز کے کیس کو 45 دن میں انکوائری کر کے رپورٹ کرے۔ اس کیس میں اسحاق ڈار اور نواز شریف کو آمنے سامنے آنا پڑے گا اگرچہ اسحاق ڈار کا اپنے سمدھی نواز شریف کے لیے قربانی دینا متوقع ہے۔

آئیے اب اس حوالے سے پاکستان کو مستقبل کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ صورت حال کسی صورت قائم نہیں رہ سکتی۔ ایک وقت ہے جسے بہرحال آنا ہے۔ یہ ممکن نہیں اور نہ ہی تاریخ کی شہادت موجود ہے کہ ظلم کا نظام بے لگام چلتا رہے۔ اور یہ بھی تاریخ کی گواہی ہے کہ عدالتی فیصلوں سے انقلاب نہیں آیا کرتے۔ انقلاب ہمیشہ عوامی تحریکوں کے نتیجے میں آتے ہیں۔ چاہے لادین اور مذہب دشمن انقلاب ہو یا اسلامی انقلاب ہو۔ پاکستان میں نواز شریف اینڈ کمپنی سرمایہ دارانہ نظام کا سٹیٹس کو قائم کیے ہوئے ہیں۔ آصف علی زرداری اسی سٹیٹس کو کے ستون ہیں۔ اس ملک کی بدقسمتی اور بدبختی یہ ہے کہ جو شخص یعنی تحریک انصاف کا چیئرمین عمران خان سٹیٹس کو کو توڑنے کا دعوے دار ہے وہ اگرچہ خود سرمایہ دار طبقہ سے تعلق نہیں رکھتا، کرپشن کے الزامات سے بھی محفوظ ہے لیکن وہ جہانگیر ترین جیسے سرمایہ دار اور شاہ محمود قریشی جیسے وڈیرے اور گدی نشین کو اپنے دائیں بائیں کھڑے کیے ہوئے ہے۔ آخر گندگی سے اٹے ہوئے جھاڑو سے زمین پاک صاف کیسے ہوگی۔ پھر یہ کہ عمران خان صبر و تحمل کا دامن بہت جلد چھوڑ دیتے ہیں۔ اکثر غیر سنجیدہ رویے کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ تبدیلی سے زیادہ اقتدار کی خواہش انہیں سٹیٹس کو کا ایک پرزہ بنا سکتی ہے۔ لہٰذا عمران خان کی رہنمائی میں ظلم کا نظام ختم ہو جائے ممکن نظر نہیں آتا۔ گویا ایک بات واضح ہوگئی کہ اگلے دو تین ماہ میں آنے والا فیصلہ سراسر نواز شریف کے خلاف ہو یا عمران خان کے، کوئی بڑی تبدیلی ہوتی نظر نہیں آتی۔ اور پاکستان کا کوئی دوسرا سیاسی رہنما سٹیٹس کو توڑنے کے حوالے سے شاید سوچتا بھی نہیں۔ انتہائی شارٹ وژن لوگ ہیں جو اپنے نام کے ساتھ لیڈر کا لاحقہ لگائے پھرتے ہیں لیکن اس کے باوجود حالات کے تیور کسی انقلاب کی غمازی کرتے نظر آتے ہیں۔ لوڈشیڈنگ، مہنگائی اور گرانی، لاکھوں بے روزگار نوجوانوں کی موجودگی، معاشرے میں غریب اور امیر کے مابین گہری ہوتی خلیج اور اندرونی و بیرونی قرضوں کا پاکستان کی ٹوٹتی ہوئی کمر پر بڑھتا ہوا بوجھ۔ یقیناً غیر پسندیدہ اور تکلیف دہ ثابت ہوگا۔ کوئی شخص احمقوں کی جنت میں رہتا ہو یا ذاتی مفاد نے اندھا کر دیا ہو تو بات الگ ہے وگرنہ یہ کوئی راکٹ سائنس یا افلاطونی تھیوری نہیں ہے جسے سمجھنے کے لیے بہت دانائی اور علم کی ضرورت ہے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ انقلابی لیڈر کی عدم دستیابی کی وجہ سے کوئی بے رہنما اور بغیر لیڈر تحریک دیکھتے دیکھتے چل پڑے۔ ظاہر ہے ایسی تحریک اس قوم کو کسی خطرناک اور گہرے گڑھے میں گرا دے گی۔ لہٰذا قوم خصوصاً سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کو بے ہوشی سے ہوش کے عالم میں آنا ہوگا۔ مادرِ وطن سے محبت فطری امر ہے لیکن ہمیں اس ملک سے محبت، چاہت اور عقیدت اس بنا پر ہے کہ یہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والی ریاست مدینہ کے بعد پہلی ریاست ہے جس کا اسلام کے سوا کوئی والی وارث نہیں، جس کا جواز ہی اسلام ہے۔ جس کی بنیادیں کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ پر اٹھائی گئی ہیں لہٰذا اسلام اور پاکستان سے محبت کرنے والے اُٹھ کھڑے ہوں کہ ابھی پانی سر سے نہیں گزرا، ابھی مہلت ختم ہونے کی گھنٹی نہیں بجی۔

اسلامی نظام ہی انسان کی اخلاقی تربیت کا ضامن ہے

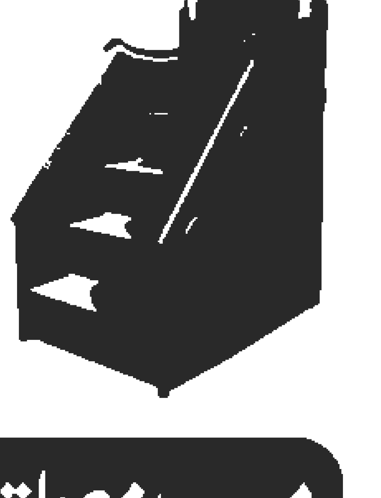

سُورۃُ المَاعُون کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 14 اپریل 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین ! سورۃ الفیل اور سورۂ قریش کے مطالعہ کے بعد آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الماعون کا مطالعہ کریں گے۔ یہ تینوں سورتیں مکی ہیں اور ان میں قریش کے احوال بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان پر خاص احسانات تھے۔ پورے عرب میں انہیں ایک مقام، مرتبہ اور ہر طرح کا امن حاصل تھا۔ کعبہ کا متولی ہونے کی وجہ سے لوگ ان کا احترام کرتے تھے اور ان کے تجارتی قافلے سارا سال بلاخوف وخطر رواں دواں رہتے تھے۔ لوگ اللہ کے گھر کا طواف، حج اور عمرہ کرنے آتے تھے تو اس سے بھی انہیں کئی معاشی اور سیاسی فوائد حاصل تھے اور ان کی سرزمین کو امن کی سرزمین قرار دیا گیا تھا۔ یہ سب فوائد انہیں اللہ کے گھر کی وجہ سے حاصل تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ اسی گھر کے مالک کی عبادت کرتے اور اسی رب کو اپنا داتا، مشکل کشا اور حاجت روا مانتے مگر اس کی بجائے انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک مقرر کر رکھے تھے۔ حالانکہ جب ابرہہ نے بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے مکہ پر چڑھائی کی تو اسی اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت کر کے قریش کو یہ باور کرا دیا کہ اُسے کسی شریک کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب احوال سورۃ الفیل اور سورۂ قریش میں بیان ہو چکے ہیں۔ اب اس کے بعد قریش کی جو اخلاقی حالت تھی اس کا تذکرہ ہے سورۃ الماعون میں کیا گیا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کے کتنے مظاہر تھے جو وہ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب شرک میں پڑ گئے تو اس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ کہنے لگے کہ اول تو آخرت ہے ہی نہیں اور اگر ہوئی بھی تو ہمارے یہ سفارشی (360 بت) جو ہم نے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے ہیں، یہ ہمیں بچا لیں گے۔ لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے ان تک قرآن کی یہ دعوت پہنچائی کہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، وہاں کوئی کسی کو نہیں بچا سکے گا، سب کو اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا تو یہ سب آپ ﷺ کے مخالف ہو گئے۔ اس وقت ان کی جو اخلاقی کیفیت تھی اس کا پول قرآن نے سورۃ الماعون میں کھولا ہے۔

﴿اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ①﴾ ''کیا تم نے دیکھا اس شخص کو جو جزا وسزا کو جھٹلاتا ہے؟''

قریش کے بڑے سردار، اپنی جگہ بڑے معزز بنے

مرتب: ابو ابراھیم

ہوئے تھے لیکن حالت یہ تھی کہ نہ صرف خود آخرت کا انکار کر رہے تھے بلکہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر گمراہ کر رہے تھے کہ:

﴿اَیَعِدُکُمۡ اَنَّکُمۡ اِذَا مِتُّمۡ وَ کُنۡتُمۡ تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّکُمۡ مُّخۡرَجُوۡنَ ﴿۳۵﴾﴾ ''کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم (پھر سے) نکال لیے جاؤ گے؟'' ﴿ہَیۡہَاتَ ہَیۡہَاتَ لِمَا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۶﴾﴾ ''ناممکن! بالکل ناممکن ہے یہ بات' جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے!'' ﴿اِنۡ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَ نَحۡیَا وَ مَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ ﴿۳۷﴾﴾ ''یہ کچھ نہیں ہے مگر بس ہماری دنیا کی زندگی (ہی اصل زندگی) ہے' ہم خود ہی مرتے ہیں اور خود ہی زندہ رہتے ہیں' اور ہم (دوبارہ) اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔'' (المومنون)

اصل میں یہ سردارانِ قریش چاہتے تھے کہ بت پرستی کا نظام قائم رہے اور لوگ قرآن کی دعوت کو قبول نہ کریں لہٰذا وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ ان (حضور ﷺ) سے کہو کہ مرنے کے بعد اگر دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو ہمارے آباؤ اجداد جو مر گئے ہیں انہیں زندہ کر کے دکھائیں۔ تب ہم مانیں گے۔

یہاں آپ دیکھیں کہ دین کا لفظ کس معنی میں آیا ہے؟ ﴿یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ①﴾ ''جو جزا وسزا کو جھٹلاتا ہے؟''۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ میں ہم پڑھتے ہیں: ﴿مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○﴾ ''جزا وسزا کے دن کا مالک ہے۔''

دین اصل میں اس نظام کا نام ہے کہ جس میں انسان کو بتایا جاتا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ اگر اچھا کیا تو انعام ملے گا اور برا کیا تو پھر سزا ملے گی۔ جس طرح ایک ملک کا قانون ہوتا ہے جس کے لیے قرآن میں دین الملک کا لفظ آیا ہے۔

﴿مَا کَانَ لِیَاۡخُذَ اَخَاہُ فِیۡ دِیۡنِ الۡمَلِکِ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ﴾ ''آپؑ کے لیے ممکن نہیں تھا کہ اپنے بھائی کو روکتے بادشاہ کے قانون کے مطابق سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔'' (یوسف:76)

یہاں دین کا لفظ قانون کے معنوں میں آ رہا ہے۔ ہر بادشاہ کا ایک قانون ہوتا ہے جس کے مطابق وہ فیصلے کرتا ہے۔ بادشاہ آتے جاتے رہتے ہیں، وہ اس زمین کے مالک نہیں ہوتے لیکن کبھی کبھی فرعون اور نمرود بن کر اپنا قانون چلاتے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں اس قانون کو دین الملک یعنی بادشاہ کا قانون کہا گیا۔ جبکہ اصل قانون دین اللہ ہے کیونکہ وہی اللہ پوری کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ لہٰذا قانون بھی اسی کا چلنا چاہیے۔ اسی کا نظام ہونا چاہیے جہاں جزا وسزا کے سارے معاملات اللہ کے قانون کے مطابق ہوں۔ لیکن آج کل کے دانشوروں کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اپنی دانشوری بگھارتے ہوئے اس بات کا

صاف انکار کر رہے ہیں کہ اسلام کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ایک شخص کا ذاتی معاملہ ہے، کوئی مندر میں چلا جائے، سینیگاگ میں جائے، چرچ میں جائے، مسجد میں جائے، ریاست کے اندر سب برابر ہیں، اسلامی ریاست کا اس معنی میں کوئی تصور نہیں، یعنی اسلام کا ریاست سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اسلام دین (قانون) ہے اور دین اصلاً ہے ہی ریاست کا معاملہ۔

﴿فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝۲﴾ ’’یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔‘‘

چنانچہ اللہ کے قانون یعنی اسلام کو نہ ماننے کا نتیجہ پھر یہی نکلتا ہے کہ آخرت میں جزا و سزا کا تصور ختم ہو جاتا ہے اور دنیا کی زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہی زندگی ہے، خوب عیش کرو اور جو جی میں آئے وہ کرو۔ اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ پھر یہ نکلتا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس، جس کے پاس جتنی طاقت ہوتی ہے وہ اتنا ہی دوسروں کا استحصال کرتا ہے، دوسروں کا حق مارتا اور کمزور طبقہ پستا چلا جاتا ہے۔ انسانیت مر جاتی ہے بس ذاتی مفاد رہ جاتا ہے۔ سوچ یہ بن جاتی ہے کہ اپنی دولت ہے جہاں چاہیں خرچ کریں۔ چاہیں تو سود پر لگائیں، چاہیں تو سینما گھر کھول لیں، چاہیں تو ساری گندگی، فحاشی اور عریانی پھیلانے میں اپنی رقم استعمال کریں اور اس کے ذریعے دولت کمائیں۔ کوئی یتیم ہے، مسکین ہے، غریب اور محتاج ہے تو ہوا کرے۔ جبکہ اسلام سکھاتا ہے کہ یتیم معاشرے کا سب سے زیادہ کمزور اور قابل رحم طبقہ ہے۔ ایک تو بچے ہونے کے ناطے وہ کمزور ہیں اور اوپر سے باپ کا سایہ بھی سر پر نہیں ہے۔ یہ سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے ساتھ حسن سلوک ہو، ان کا خیال رکھا جائے، ان کی محرومی کے احساس کو کم کرنے کے لیے ان کے سر پر دست شفقت رکھا جائے لیکن جو لوگ آخرت کے منکر ہیں، ان کا کردار یہ ہے کہ وہ یتیم کو دھکے دیتے ہیں۔

﴿وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝۳﴾ ’’اور نہ وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی تلقین کرتا ہے۔‘‘

جب آخرت کا تصور ہی نہ رہا اور جزا و سزا کے قانون (دین) کو ماننے سے ہی انکار کر دیا تو پھر انسانیت کا احساس کیسے رہے گا؟ لہٰذا ہر کوئی اپنی دنیا میں مست ہے، کسی کو کسی کی کوئی فکر نہیں۔ ہاں اگر کسی کے ساتھ کچھ بھلائی کی بھی تو اس میں بھی اپنا کوئی ذاتی مفاد پوشیدہ ہوگا۔ جیسے قریش کے سردار بھی ایک دوسرے کی مسابقت میں مسافروں کو کھانا کھلاتے تھے لیکن ان کا مقصد آخرت میں جزا کا حصول نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ دوسروں کو دکھانے اور اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔ جیسے آج کل برتر رہنے کے لیے پبلسٹی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لہٰذا مال خرچ کیا جا رہا ہے، دسترخوان لگائے جا رہے ہیں لیکن اس میں انسانیت کی بھلائی تو تھوڑی ہی مقصود ہے بلکہ اس میں اپنا ذاتی مفاد ہے۔ اسی طرح قریش کے سردار خود کو دوسروں سے برتر ثابت کرنے کے لیے مسافروں کو کھانا کھلاتے تھے اور اس میں ان کی ایک دوسرے سے مسابقت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ایک دوسرے کو کسی مسکین کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ آخرت میں جزا مقصود ہوتی تو وہ ضرور ایسا ہی کرتے۔

﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝۴ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵﴾ ’’تو بربادی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے، جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔‘‘

اس سورۂ مبارکہ کی ان آیات سے اندازہ ہو رہا ہے کہ نماز کا کوئی ایک تصور اس وقت بھی چلا آ رہا تھا۔ آخر یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے تھے۔ لہٰذا ہر شریعت میں نماز تو ہی ہے۔ اللہ کی

پریس ریلیز 21 اپریل 2017ء

ججز حضرات نے درست کہا تھا کہ پانامہ کا فیصلہ صدیوں یاد رکھا جائے گا

تین ججز قریباً چھ ماہ میں کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکے، J.I.T کیسے ساٹھ دنوں میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردے گی

ہمارا عدالتی نظام، بلکہ کُل نظام گل سڑ چکا ہے۔ ہمیں اس نظام عدل اجتماعی کی ضرورت ہے جو اللہ کے رسول محمد ﷺ لے کر آئے ہیں

حافظ عاکف سعید

پانامہ کی بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ججز حضرات نے درست کہا تھا کہ فیصلہ صدیوں یاد رکھا جائے گا۔ اس لیے کہ عدالتی تاریخ میں یہ واحد فیصلہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں جیت کا اعلان کر رہے ہیں اور مٹھائیاں تقسیم کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو تین ججز قریباً چھ ماہ میں کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکے، وہ کسی J.I.T سے کیسے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ساٹھ دنوں میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردے گی۔ انہوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ وزیراعظم کے ماتحت کام کرنے والے اداروں کو یہ کام سونپا گیا ہے جو مقدمہ کے مطابق ملزم ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ ادارے اس صورت میں کیسے غیر جانبدارانہ تحقیقات کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا عدالتی نظام بلکہ کل نظام گل سڑ چکا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم پھر بھی اس عادلانہ نظام کو آزمانے کے لیے تیار نہیں ہیں جو اللہ نے اپنے پیارے رسول محمد ﷺ کے ذریعے ہمیں دیا ہے جو حقیقت میں عدل اجتماعی کا بہترین نمونہ ہے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ جو سیاسی اسلام اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا ذکر کرتا ہے اُسے انتہا پسند قرار دے دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

بندگی کا کوئی خاص طریقہ جسے مراسم عبودیت کہتے ہیں ہر شریعت میں رہا ہے۔ ایک تو اصل بندگی یہ ہے کہ اپنے اللہ کا ہر حکم مانا جائے لیکن ایک بندگی (عبادت) کا تصور یہ ہے کہ اپنے رب کے آگے جھکا جائے۔ جیسے ایک غلام اپنے مالک کے سامنے جھکتا ہے۔ وہ رب تو واقعی ہمارا مالک ہے اور ہم واقعی اس کے بندے ہیں لہٰذا یہ جھکنا غیر اختیاری بھی ہوگا کیونکہ وہ کائنات کا مالک ہے اور اس کی عظمت کے تصور سے ہی انسان کا سر جھکتا ہے۔ لہٰذا نماز کا کوئی نہ کوئی بگڑا ہوا تصور اس وقت بھی چل رہا تھا۔ جیسا کہ سورۃ الانفال میں ذکر ہے: ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً﴾ (آیت:35) ”اور نہیں ہے ان کی نماز بیت اللہ کے پاس سوائے سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا“

یعنی اس قسم کی کچھ حرکتیں ہیں وہ نماز کے عنوان سے اگر کرتے بھی ہیں تو نماز کی اصل سے غافل ہیں۔

اسی کے ذیل میں ایک ضمنی ہدایت ہمارے لیے بھی ہے کہ اگر ہم نمازوں سے غافل ہیں تو پھر ہمارے لیے بھی تباہی و بربادی ہے۔ لہٰذا جب ہم نماز پڑھیں تو کوشش یہ ہونی چاہیے کہ شعوری طور پر پڑھ رہے ہوں اور سمجھ کر پڑھ رہے ہوں۔ اصل نماز وہی ہے اور نماز ایک طرح سے اللہ کے دربار میں حاضری ہے اور یہ اس اعتبار سے بہت بڑا تحفہ ہے کہ یہ معراج میں تحفے کے طور پر عطا ہوئی ہے جسے آج ہم اپنے لیے بہت بوجھل سمجھتے ہیں۔ اگر ہمیں کائنات کے ان حقائق کا ادراک ہو جو نبی اور رسول ہمیں بتاتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہو کہ نماز کتنا بڑا تحفہ ہے۔ یہ اس لحاظ سے کہ ہم دنیا میں حالت امتحان میں ہیں، یہاں ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کا ہمیں اللہ کے سامنے جواب دینا ہے۔ جبکہ یہ دنیا انسان کو اپنے اندر کھپا لینے والی شے ہے۔ اگر ہم نے اللہ کو یاد رکھنے کا کوئی خصوصی اہتمام نہ کیا تو یہ دنیا ہمیں اپنے اندر جذب کر لے گی۔ اقبال نے یہ کہا تھا۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!

یعنی مومن اصل حقائق کا ادراک رکھتا ہے، وہ غافل نہیں ہوتا۔ اس کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس نے اس دنیا کی آسائشوں کے لیے غلط طریقے سے کمایا تو اس کا جو خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس کا وہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں اگر واقعی قرآن پر اور رسول اللہ ﷺ پر اور ان کی تعلیمات پر ایمان ہے تو پھر ہمیں یاد رہنا چاہیے کہ آخرت میں ہمیں ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا۔ کہاں سے کمایا تھا، کہاں خرچ کیا۔ حلال ذرائع سے کمایا تھا یا حرام ذرائع سے، اس پیسے کا مصرف کیا کیا تھا؟ لیکن دنیا میں رہتے ہوئے ہم بھول جاتے ہیں کہ ہمیں حساب بھی دینا ہے، یہاں تک کہ موت کو بھی بھول جاتے ہیں اور اب تو موت کو بھولنے کی پوری کوشش بھی کرتے ہیں۔ کسی جنازے میں شرکت کی توفیق مل جائے تو اس کے بعد شعوری طور پر کوشش کرتے ہیں کہ موت کے تصور کو ذہن سے کھرچ دیں ورنہ زندگی کی دلچسپیاں ختم ہو جائیں گی، خوشیاں بے مزہ اور بے لطف ہو جائیں گی۔ تو یہ انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے کہ ایک دفعہ جاننے کے باوجود پھر حقیقت کو بھول جاتا ہے اور پھر دنیا میں گم ہو جاتا ہے۔ اس گمشدگی اور غفلت کی کیفیت سے نکالنے کے لیے یہ نماز فرض کی گئی ہے تاکہ ہمیں اپنی اصل منزل یاد رہے۔ کامیابی کا اصل تصور جو اسلام ہمیں دیتا ہے اور جو کائنات کے اصل حقائق ہیں وہ نماز پڑھنے سے دوبارہ ہمارے ذہن میں تازہ ہو جائیں گے اگر ہم نماز کو سمجھ کر پڑھیں گے۔ لیکن ہم نمازوں میں کھڑے ہوتے ہیں تو پتا ہی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ نہ ہمیں اس کا مفہوم معلوم ہے، نہ اس مفہوم کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا نماز میں شعوری طور پر توجہ کا ارتکاز کرنا پڑتا ہے ورنہ شیطان تو ہمیں تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہی بہت ساری سوچوں کے اندر اُلجھا دیتا ہے۔ بہت کچھ حساب کتاب نماز کے دوران ہی ہوتے ہیں، بہت سی پلاننگز نماز میں بن رہی ہوتی ہیں۔ یہ بھی اک غفلت ہے اور اس کے ازالے کی بھی ضرورت ہے۔ اس نماز کو واقعی سمجھ کر اور اس کی روح کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر پڑھیں تو یہ بہت بڑا قیمتی تحفہ ہے۔

﴿الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶﴾ ”یہ وہ لوگ ہیں جو دکھاوا کرتے ہیں۔“

جب آخرت پر اور انبیاء کی تعلیمات پر ایمان نہ ہو تو پھر خیر کا کام بھی اسی طرح ہی ہوگا۔ آج کل کی دنیا میں بھی کچھ خیر کا کام ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ جنہوں نے خوب مال کمایا ہے ویلفیئر کا کام بھی کر دیتے ہیں چاہے جیسے بھی کمایا ہو۔ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ انسان کے اندر بہرحال ایک ضمیر ہے۔ وہ انسان کو جھنجھوڑتا رہتا ہے۔ ہمیں اس کو بھی مطمئن کرنا پڑتا ہے کہ چلو جی چاہے ناجائز ہی کمایا لیکن اس میں سے کچھ تو غریبوں پر خرچ کیا، ان کو بھی فائدہ ہوگیا۔ کچھ اس لیے بھی خرچ کرتے ہیں تاکہ شہرت اور نیک نامی ہو جائے تو قرآن مجید میں اس حوالے سے بھی راہنمائی موجود ہے کہ جن کو صرف دنیا مطلوب ہے اور وہ اگر کوئی خیر کا کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں ہی ان کا اجر دے دیتا ہے۔ جبکہ ایمان والوں کا اجر آخرت میں ہے اور اب معتبر ایمان اسی کا ہے جس کا ایمان اللہ پر، رسول اللہ ﷺ پر، قرآن پر اور آخرت پر ہے۔ اب قیامت تک کے لیے رسالت محمدی ﷺ کا دور ہے۔ جو آنحضور ﷺ کی رسالت کو نہیں مانتے۔ وہ خارج از اسلام ہیں۔

﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷﴾ ”اور عام استعمال کی چیز بھی (مانگنے پر) نہیں دیتے۔“

اگر آخرت پر ایمان نہ ہو تو خود غرضی اور سنگ دلی کا پیدا ہونا بھی لازمی امر ہے۔ حالانکہ فلاح انسانی کا تقاضا ہے کہ انسان ایک دوسرے کے کام آئیں، ان میں ایک دوسرے سے ہمدردی کا جذبہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں بھی شریک ہوں۔ مگر جو اللہ کی دھرتی پر اللہ کے دین کو نہیں مانتے تو وہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی ایک دوسرے کے کام نہیں آ سکتے۔

اس سورۃ میں سرداران قریش کے کردار کے اخلاقی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے کہ وہ آنحضور ﷺ کی مخالفت میں اتنے سرگرم ہیں لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے۔ دوسری طرف اس سورۃ میں یہ تعلیم بھی ہے کہ دین اسلام ہی وہ دین (قانون اور نظام) ہے جو انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا سکتا ہے، اس کی اخلاقی تعلیم و تربیت کر کے حقیقی معنوں میں اشرف المخلوقات کے مرتبے پر فائز کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ سرگودھا کی سینئر رفیقہ تنظیم جمشید جبین صاحبہ وفات پا گئیں

☆ حیدر آباد کی مقامی تنظیم لطیف آباد کے نقیب محترم مرزا ولی بیگ کی والدہ وفات پا گئیں

☆ قرآن اکیڈمی، ملتان کے ناظم جناب شیخ انعام الحق کی خوش دامن وفات پا گئیں

☆ ملتان کینٹ کے نقیب جناب ملک اعجاز کے چچا وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

7 عرضِ حال مصنّف بحضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

30 سبز کشتِ نابسامانم مکن | بہرہ گیر از ابر نیسانم مکن

میرے بے سروسامان کھیت کو سرسبز نہ کیجیے اور مجھے (میری سیپی کو) اپنے ابر بہار (کے موتی بنانے والے پانی) سے محروم کردیجیے

31 خشک گرداں بادہ در انگورِ من | زہر ریز اندر مئے کافورِ من

میرے انگور میں شراب کو خشک (میرے کلام کی تاثیر کی صلاحیت کو ختم) کردیں میری کافوری شراب (میرے اشعار کی حددرجہ تاثیر) میں زہر ڈال دیں (مسلمانوں کو اس سے دُور رہنے پر متنبہ کردیں)

32 روزِ محشر خوار و رسواکن مرا | بے نصیب از بوسۂ پاکن مرا

(اے رحمت عالم) قیامت کے دن پھر مجھے ذلیل ورسوا کردینا اپنی قدم بوسی (کے خوش بختی کے اعزاز) سے بھی محروم کردینا

33 گر دُرِ اسرارِ قرآں سفتہ ام | بامسلماناں اگر حق گفتہ ام

اوراگر میں نے قرآن کے اسرار (تعلیمات) کے موتی (اشعار میں) پروئے ہیں اور میں نے مسلمانوں سے حق بات کہی ہے گویا عجمی (فارسی) میں میں نے قرآن مجید کی باتیں ہی مسلمانوں کو سمجھائیں ہیں

34 اے کہ از احسانِ تو ناکس کس است | یک دعایت مزدِ گفتارم بس است

اے رحمت ہمہ جہاں! آپ کے احسان سے بے کس انسان باحیثیت ہوجاتا ہے میری شاعری کی مزدوری ایک دُعا (ہی) کافی ہے

35 عرض کن پیش خداے عزّ و جلّ | عشق من گردد ہم آغوشِ عمل

آپ رب عزوجل کے حضور (میرے حق میں) درخواست کردیجیے کہ میرا عمل (تیز رفتار ہوکر) میرے عشق سے ہمکنار ہوجائے (صحیح دینی انقلابی فکر)

30۔ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری زندگی کو آسودگی دینے والے وسائل کو ختم کر دیجئے۔ میرے افکار ونظریات کی کھیتی کو سرسبز نہ ہونے دیجئے اور نہ ہی پروان چڑھنے کا موقع دیجئے اور میری سیپی میں اپنے ابرکرم کے پانی کا قطرہ بھی نہ جانے دیں کہ وہ کہیں گوہر نہ بن جائے۔

31۔ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے انگور (پھل) سے جوشراب بن کر (میرے اشعار اور میرا کلام) لوگوں کو (غیرقرآنی پیغام دے کر) خراب کررہا ہے اس کو خشک کر دیجئے (تاکہ اس سے کوئی کلام نہ جاری ہو سکے)۔ میری کافوری شراب (میرے کلام کی حددرجہ تاثیر) میں زہر ڈال دیں (اور مسلمانوں کو اس کلام سے دور رہنے پر متنبہ کردیں)

32۔ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے قیامت کے روز بھی خوار و رسوا کر دیجئے (تاکہ دوسروں کو بھی عبرت ہو) حتّٰی کہ میری خواہش ہوگی بحیثیت اُمتی میں آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کروں، روزمحشر مجھے اس اعزاز سے بھی محروم کردیجئے۔

33۔ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ــــ اگر میں نے اپنے کلام اور کلام کے ذریعے پھیلنے والے افکار و نظریات کو قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق اور تابع بنایا ہے اور امت مسلمہ کے لئے قرآن مجید کے موتی اپنے کلام میں پروئے ہیں اور میں نے مسلمانوں سے حق بات کہی ہے اور دین کی تعبیرات کے عین مطابق کہی ہے (اور یقیناً اپنی دانست میں، میں نے ایسا ہی کیا ہے) گویا میرا کلام ع 'ہست قرآں در زبانِ پہلوی' کا مصداق ہے۔

34۔ اے رحمت ہمہ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ــــ تو پھر مجھے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک احسان سے بے کس ونامراد شخص بھی معزّز و باحیثیت ہوجاتا ہے لہٰذا ــــ میری ساری شاعری اور عمر بھر کی ملت اسلامیہ کی خدمت کا بدلہ اور مزدُوری صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ایک دُعا کر دیجئے اور میں اس دُعا سے خوش وشادمان وفرحاں ہوجاؤں گا کہ آپ کی دُعا ضرور شرف قبول حاصل کرے گی۔

35۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ عزوجل کے حضور میرے حق میں یہ ایک درخواست فرما دیجئے۔ میں ایک بے عمل شخص ہوں اللہ تعالیٰ میرے عمل کو تیز رفتار کر کے میرے عشق (صحیح دینی وانقلابی فکر اور اس کے لئے تڑپ) کے ہم پلہ کر دے (اور قول وفعل کا تضاد ختم ہوجائے) آمین

21 اپریل حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا یوم وفات ہے۔ اِس خبر کے پس منظر میں کہ پانامہ کیس کا فیصلہ کرنے والا دوسرا بنچ J.I.T بننے کے بعد ٹوٹ جائے گا۔ علامہ کے ایک شعر کی صورت بگاڑنے کی جسارت کرتے ہیں۔ اُن کی روح سے صد بار معذرت کے ساتھ

صورت ناپختہ بنچ ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں لوٹ مار بے حساب

شام پر امریکی حملہ کیمیائی حملے کا ردِعمل نہیں بلکہ اصل مقصد خانہ جنگی کو جاری رکھ کر مسلمانوں کی خون ریزی کروانا ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ اور روس اہل سنت کے خیر خواہ ہیں نہ اہل تشیع کے بلکہ ان کے اپنے مفادات ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی اپنا اجتماعی مفاد دیکھیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

یہ کتنا دوہرا معیار ہے کہ عراق کو جھوٹا الزام لگا کر تباہ کر دیا گیا لیکن بشار الاسد جو حقیقت میں کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال کر رہا ہے اس کو بچایا جا رہا ہے: انیس الرحمٰن

کرنل حبیب ظاہر کو بھارتی ایجنسیوں نے اغوا کیا ہے تاکہ کلبھوشن یادیو کے معاملے میں پاکستانی حکومت کو بلیک میل کیا جا سکے: رضوان الرحمٰن رضی

شام پر امریکی حملہ اور کلبھوشن کی سزائے موت کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: کیا بین الاقوامی قوانین کسی ملک کو دوسرے ملک کے خلاف یکطرفہ فوجی کارروائی کی اجازت دیتے ہیں؟ اگر نہیں تو امریکہ شام پر اپنے حملے کا کیا جواز پیش کرے گا؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ امریکہ نے جس عذر کو آڑ بنا کر یہ حملہ کیا ہے کیا وہ حقیقی ہے یا عذر لنگ ہے۔ امریکہ کے مطابق اس نے یہ حملہ اس کیمیائی حملے کے ردعمل میں کیا ہے جس میں شام کے صوبے ادلب کے گاؤں خان شیخون میں 88 افراد شہید ہوگئے جن میں معصوم بچے بھی شامل تھے۔ ٹرمپ نے اس کا الزام بشار الاسد پر لگایا اور ری ایکشن کے طور پر 7 اپریل کو شام کے ہوائی اڈے (الشعیرات ائیر بیس) پر 59 میزائل فائر کیے جس کے نتیجے میں امریکی دعویٰ کے مطابق شام کی فضائی قوت کا 20 فیصد حصہ تباہ ہوگیا جبکہ انسانی جانیں صرف نو یا دس ضائع ہوئیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ کیمیائی حملہ واقعی صدر بشار نے کیا تھا یا یہ بھی کوئی امریکی سازش تھی۔ جس طرح نائن الیون کا واقعہ اور عراق پر کیمیائی ہتھیاروں کا الزام بھی امریکی سازش تھی۔ امریکہ کی پچھلے 80،70 سال کی تاریخ یہی ثابت کرتی ہے کہ دنیا میں کئی ایسے واقعات ہوئے جن کے بعد امریکہ نے حملہ کیا لیکن بعد میں تحقیقات سے پتا چلا کہ وہ واقعہ خود CIA یا اسرائیل کی کسی ایجنسی نے کروایا تھا۔ جہاں تک اقوام متحدہ یا سلامتی کونسل کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادارے صرف چھوٹے ممالک کو کنٹرول کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں جبکہ امریکہ جیسے بڑے ممالک کے نزدیک ان اداروں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عراق پر حملہ سے قبل سلامتی کونسل نے امریکہ کو منع بھی کیا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے عراق پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہاں جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہے۔ لہٰذا یہ سب کچھ دنیا کو بیوقوف بنانے کے لیے اور اپنی عالمی چودھراہٹ کو قائم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے اور شام پر حالیہ امریکی حملہ بھی اسی کا حصہ ہے۔

سوال: کیا شام پر حملہ امریکہ کی کسی جنگی حکمت عملی کا نتیجہ ہے یا یہ ڈونلڈ ٹرمپ کی جنونی ذہنیت کا اظہار ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دونوں پہلو غور طلب ہیں۔ اس سے قبل 2013ء میں بھی امریکہ نے یہ الزام لگا کر شام میں کارروائی کی تھی کہ بشار الاسد نے کیمیائی ہتھیار استعمال کیے ہیں۔ لیکن بعد میں امریکی صحافی سیمور ہرش نے اپنے تحقیقاتی مضمون میں لکھا تھا کہ وہ کیمیائی حملہ بشار کی طرف سے نہیں بلکہ امریکہ کے حمایت یافتہ باغی گروپس کی طرف سے ہوا تھا۔ حالیہ حملے کے بعد بھی بشار نے اپنے انٹرویو میں کہا ہے کہ جہاں اس نے مخالفین پر حملہ کیا وہاں کیمیکلز پہلے سے موجود تھے جو پھیل گئے۔ لہٰذا بنیادی طور پر یہ ٹرمپ کی اسٹریٹجی لگتی ہے کیونکہ اس کے جارحانہ فیصلوں پر امریکہ میں سخت تنقید ہو رہی تھی اور کئی فیصلے عدالت میں چیلنج ہوگئے تھے جس کی وجہ سے اس کی ریٹنگ بہت نیچے جا رہی تھی، اس کے قریبی لوگ بھی اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے لیکن اس ایکشن کے بعد اچانک اس کی ریٹنگ بڑھ گئی ہے اور مسلمان جو اس کے خلاف تھے وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ٹرمپ نے بشار کے خلاف بہت اچھا قدم اٹھایا ہے۔ دوسری طرف یہ امریکی پالیسی بھی ہوسکتی ہے کیونکہ روس کی مداخلت کی وجہ سے شام میں باغی گروہ کمزور پڑ رہے تھے اور امریکہ کے اس ایکشن سے انہیں کافی تقویت ملی ہے۔

سوال: مسلمانوں کے خلاف جارحیت کے حوالے سے بش (سینئر، جونیئر)، اوباما اور ٹرمپ یہ سارے ایک ہی لائن میں کھڑے نظر آ رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پچھلے 35،30 سال سے مسلمانوں کے حوالے سے امریکہ کی اصل اسٹریٹجی یہ رہی ہے کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے کمزور کیا جائے۔ افغانستان پر جب سوویت یونین نے حملہ کیا تھا تو ایک چیز کا لوگوں نے باریک بینی سے مشاہدہ کیا تھا کہ سوویت یونین کے خلاف برسرپیکار مجاہدین جب کمزور پڑتے تو امریکہ کی طرف سے ان کی مدد میں یک دم تیزی آ جاتی اور جب وہ سوویت یونین کی فوجوں کو پیچھے دھکیل دیتے تو امریکہ ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیتا۔ یعنی اس کا مقصد جنگ کو جاری رکھ کر صرف سوویت یونین کو نقصان پہنچانا نہیں تھا بلکہ افغانستان میں خون کی ہولی کھیلنا بھی تھا۔ پھر جب اس نے فتح چاہی تو فوراً اسٹنگر میزائل فراہم کیے اور جنگ فیصلہ کن ہوگئی۔ یہی پالیسی اس کی عراق میں بھی ہے اور شام میں بھی ہے۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ بشار الاسد اب کامیاب ہو رہا ہے اور اس کا مطلب شام میں استحکام ہے اور کم از کم خون ریزی تو رک جائے گی لہٰذا اصل مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کی باہم خانہ جنگی ختم نہ ہونے پائے اور یہ جنگ جاری رہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: شام میں بڑی پیچیدہ صورتِ حال ہے۔ ایک طرف بشار الاسد کی فورسز ہیں۔ اس کے مقابلے میں باغی فورسز دو قسم کی ہیں۔ ایک سیکولر مسلمانوں کی فورسز جن کو امریکہ سپورٹ کرتا ہے۔ دوسری سنی مسلمانوں کی فورسز ہیں جو وہاں اسلام چاہتے ہیں اور چوتھی فورس داعش ہے جو بشار الاسد اور عراق کی حکومت کے خلاف کھڑا کیا گیا گروپ ہے۔

سوال: پچھلے پانچ چھ سال سے بشارالاسد مسلمانوں کی جونسل کشی کر رہا ہے اس ساری صورتِ حال کا اصل ذمہ دار کون ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ سلسلہ 2011ء سے شروع ہوا ہے۔ بشارالاسد کا تعلق علوی گروپ سے ہے جو شام کا ایک اقلیتی فرقہ ہے جبکہ اکثریت وہاں سنیوں کی ہے جو شام پر اپنا حق چاہتے ہیں۔ لیکن بشارالاسد کی پشت پناہی چونکہ حزب اللہ (شیعہ ملیشیا)، روس اور ایران کر رہے ہیں اس لیے اس نے اقتدار پر زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے۔ جبکہ امریکہ اور اسرائیل شام کی اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شام کو مزید کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ حزب اللہ کی اسرائیل دشمنی پر بھی سوالیہ نشان ہے اور وہ سنیوں کے خلاف لڑ رہی ہے۔ لہٰذا صورتحال بڑی پیچیدہ ہے جس سے ہر کوئی فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ امریکہ کی معیشت کا بھی دارومدار اسلحہ سازی پر ہے۔ اس لیے وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں کہیں نہ کہیں فساد مچا رہے۔ امریکہ اور روس نہ سنیوں کے خیرخواہ ہیں اور نہ شیعوں کے بلکہ ان کے اپنے مفادات ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی صرف اپنا اجتماعی مفاد دیکھیں۔

سوال: شام پر امریکی حملے کی ترکی اور سعودی عرب نے حمایت کی ہے۔ اُمت مسلمہ میں یہ تقسیم کس بنیاد پر ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بنیادی طور پر یہ سنی اور شیعہ کی تقسیم ہے۔ سعودی عرب چونکہ مسلمانوں کا مرکز ہے اس لیے وہ مرکز کی بنیاد پر مسلمانوں کو لیڈ کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف ایران بھی عراق، شام اور حزب اللہ کو ساتھ ملا کر ایک دوسری قوت بن گیا ہے۔ جب تک سعودی عرب اور ایران، دوسرے معنوں میں اہل تشیع اور اہل سنت آپس میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے اُمت مسلمہ کی یہ تقسیم ختم ہونے والی نہیں ہے۔

سوال: اسلامی ملکوں کا جو فوجی اتحاد بن رہا ہے کیا وہ ان دونوں دھڑوں کو ملانے میں کوئی کردار ادا کرے گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس اتحاد میں ایران شامل ہی نہیں ہے۔ لہٰذا جب تک وہ شامل نہیں ہوتا یہ اتحاد تو یکطرفہ ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان پر تنقید ہوتی ہے کہ اسے اس اتحاد کا حصہ نہیں بننا چاہیے کیونکہ پاکستان کے لیے مشکلات کے اندیشے تو ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: اس معاملے میں پاکستان کا کردار بڑا عجیب ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے راحیل شریف کو اجازت دے دی ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ نہیں دی۔ روزانہ اسمبلی میں ایک بیان آتا ہے اور دوسرے دن تردیدی بیان آ جاتا ہے۔ آخری بیان یہ آیا کہ ابھی این او سی کی درخواست نہیں دی گئی۔ جبکہ اس سے پہلے بیان آیا تھا کہ این او سی دے دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم خود مذاق بنے ہوئے ہیں۔ نہ ہمارا کوئی وزیر خارجہ ہے اور نہ کوئی خارجہ پالیسی ہے جو ملک کو کسی ایک سمت میں لے کر چلے۔

سوال: بشارالاسد اگر کیمیائی ہتھیار استعمال کرتا ہے تو امریکہ ناراض ہوتا ہے لیکن وہی بشار پچھلے پانچ چھ سال سے لاکھوں مسلمانوں کا قتل کر چکا ہے اس پر امریکہ کبھی ناراض نہیں ہوا۔ یہ کیسا طرزِ عمل ہے؟

انیس الرحمٰن: دراصل ٹرمپ انتظامیہ پر پیوٹن کے ساتھ تعلقات کا الزام لگ رہا تھا۔ خود امریکہ میں بھی یہ چیز بہت نمایاں تھی کہ یہ ایک پرو پیوٹن انتظامیہ ہے۔ لہٰذا اس

شام میں جنگ کو طول اسی لیے دیا جارہا ہے کہ پوری دنیا میں اگر کوئی خلافت کا نام لینے والا ہے تو وہ اس خطے میں جا کر ختم ہو جائے۔

تاثر کو ختم کرنے کے لیے یہ سب کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی اسٹیبلشمنٹ کے کھیل اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ جہاں تک شامی عوام کا تعلق ہے تو ان کو اس حملے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ کیونکہ انھیں اس حملے کی پیشگی اطلاع ہو چکی تھی۔

سوال: آپ کے خیال میں اس حملے سے ٹرمپ انتظامیہ کا گراف اوپر گیا ہے تو کیا کیمیائی حملہ بھی امریکہ کی ڈکٹیشن پر ہوا تھا؟

انیس الرحمٰن: اس حوالے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ امریکی انتظامیہ کے علم میں ہے کہ بشارالاسد کے پاس کس قسم کے مہلک ہتھیار ہے۔ یہ کتنا دوہرا معیار ہے کہ عراق کے پاس کیمیائی ہتھیار نہیں تھے لیکن اس کے باوجود اس پر جھوٹا الزام لگا کر عراق کو تباہ کر دیا گیا۔ لیکن دوسری طرف ہر چیز اظہر من الشمس ہے کہ بشارالاسد کے پاس بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے اور مہلک کیمیائی ہتھیار ہیں اور وہ ان کا کئی بار استعمال بھی کر چکا ہے مگر اس کے باوجود دنیا کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں آ رہا۔ لہٰذا یہ ایک دہرا معیار ہے جو کہ باقاعدہ ایک پراکسی وار کا حصہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ چیزیں آگے جا کر ایک بڑے بین الاقوامی ٹکراؤ کا سبب بن سکتی ہیں۔

سوال: شام میں روس اور امریکہ کی جنگ کا اصل ہدف کیا ہے؟

انیس الرحمٰن: بنیادی طور پر یہ ایک بڑے معرکے کی تیاری ہے۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہے۔ اگر ہم پہلی اور دوسری عالمی جنگ کا پس منظر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسی قسم کے حالات اس وقت بھی دنیا میں پیدا ہوئے تھے اور اسی قسم کے معاملات پھیل کر بڑی جنگ میں تبدیل ہوئے تھے۔ شام چونکہ اسٹریٹجک لحاظ سے ایک اہم خطے کا حصہ ہے اس لیے امریکہ اور روس دونوں کی اس میں برابر دلچسپی ہے۔

سوال: امریکہ کی اس میں دلچسپی کیا ہے؟

انیس الرحمٰن: امریکہ کی دلچسپی کا سب سے بڑا محور اسرائیل ہے۔ اگرچہ مشرق وسطیٰ میں تیل کے ذخائر بھی دلچسپی کا باعث ہیں اور وہاں تیل کی سپلائی کی عالمی گزرگاہیں بھی ہیں، لیکن سب سے اہم اسرائیل ہے۔ یہ جتنی جنگ ہو رہی ہے یہ درحقیقت اسرائیل کی عالمی حاکمیت کے لیے ایک راستہ ہموار کیا جا رہا ہے۔ واشنگٹن سے عالمی حاکمیت کا مرکز یروشلم منتقل کرنا مقصود ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سونے کا ریٹ لندن سے جاری ہوتا ہے جبکہ تیل کا ریٹ نیویارک کی وال سٹریٹ سے جاری ہوتا ہے۔ لیکن اب یہ دونوں سٹیٹس بڑی خاموشی کے ساتھ یروشلم منتقل کیے جا رہے ہیں۔ حقیقت میں امریکہ اسرائیل کی ایک طفیلی ریاست بن چکا ہے۔ یہ مشرق وسطیٰ کی آگ آگے جا کر بہت تیزی سے پھیل جائے گی۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اس حوالے سے آگاہی نہیں ہے۔ ہم داخلی سیاست میں ایسے اُلجھے ہوئے ہیں کہ نہ حکومت کی سطح پر اس سلسلے میں کچھ ہو رہا ہے اور نہ ہمارے صحافتی ادارے اس حد تک آگے جا رہے ہیں کہ حقائق سامنے لا سکیں۔ حالانکہ ہم جس خطے میں بیٹھے ہیں یہ براہِ راست اس آگ سے متاثر ہونے جا رہا ہے۔

سوال: عراق، مصر، تیونس، لیبیا اور اب شام میں دنیا بھر کی قوتیں اپنا اثر و رسوخ دکھا رہی ہیں۔ لیکن ان عالمی قوتوں کو برما اور کشمیر کے مسلمان نظر کیوں نہیں آتے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے میں انیس صاحب کی بات میں اضافہ کروں گا کہ عالمی قوتوں کا ہدف امت مسلمہ ہے۔ لیکن خاص طور پر اُمت مسلمہ کا وہ حصہ جو اسلام کے سیاسی رول یعنی نظام خلافت کا قائل ہے اس کو وہ پہلے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس جنگ کو طول اسی لیے دیا جا رہا ہے کہ پوری دنیا میں اگر کوئی خلافت کا نام لینے والا ہے تو

وہ اس خطے میں پہنچ کر ختم ہو جائے۔اس کے ساتھ ساتھ بنیادی معاملہ تیل اور معدنی وسائل کا بھی ہے۔اس لیے عراق، مصر، تیونس، لیبیا اور شام میں اقتصادی مفادات بھی ہیں۔کشمیر اور برما میں ان کے اقتصادی مفادات نہیں ہیں۔جبکہ اُمت مسلمہ کا خون بہانا ان کا مقصد ہے جو وہاں پورا ہو رہا ہے۔کشمیر کے حوالے سے ایک اضافی بات یہ بھی ہے بھارت، امریکہ اور اسرائیل کا فطری دوست اور اتحادی ہے لہٰذا اس کو ناراض کرنا ان کو گوارا نہیں ہے۔

سوال: کشمیر میں ان کا اقتصادی مفاد تو ہے وہ یہ کہ دونوں ممالک میں یہ کلیش رہے گا تو امریکہ کا اسلحہ بکے گا؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! آپ کی بات سو فیصد درست ہے۔یہ کلیش رہے گا تو امریکہ کا اسلحہ بھی بکے گا اور اگر دونوں ممالک ٹکرائیں گے تو ان کی قوت میں کمی بھی آئے گی۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مقصد تو عالمی قوتوں کا ہے۔جیسے کہا جاتا ہے کہ سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔فوجی معاملات سے اس بات کا کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ کون مرتا ہے اور کون جیتا ہے۔اپنے مفاد کے لیے کیمیائی حملہ کرادو اور پھر اس کو جواز بنا کر میزائل حملہ کردو۔جو بھی مرتا ہے مرنے دو۔دونوں طرف سے مسلمان ہی مریں گے۔یہ دراصل اُمت مسلمہ کے خلاف جنگ ہے اور دوسرا مقصد اس کے وسائل پر قبضہ کرنا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: شام میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے جس طرح مغربی میڈیا ہمیں دکھانا چاہتا ہے ہم اسی طرح دیکھ سکتے ہیں۔کیونکہ ہمارا اپنا میڈیا یا تو وہاں موجود ہے نہیں جو غیر جانبدارانہ رپورٹنگ کر رہا ہو۔لہٰذا ہم ان حالات کو مغرب کی آنکھ سے ہی دیکھتے ہیں۔جبکہ مغرب کا ہدف مسلمانوں خاص طور پر جو خلافت کا نظام یا آزادی چاہتے ہیں ان کو ختم کرنا ہے۔لہٰذا برما اور کشمیر میں مقامی حکومتیں وہی ہدف حاصل کر رہی ہیں تو انہیں کیا پریشانی ہے۔ان کا میڈیا وہ مظالم دکھاتا ہی نہیں ہے۔

سوال: کلبھوشن یادیو کو ہماری فوجی عدالتوں نے سزائے موت دی ہے۔آپ اس فیصلے پر کیا تبصرہ کریں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ ہماری انٹیلی جنس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔پچھلے سال مارچ میں جب یہ پکڑا گیا تو اس وقت انڈیا نے انکار کر دیا کہ اس طرح کا ہمارا کوئی آدمی نہیں ہے۔لیکن پھر انہوں نے تسلیم کیا کہ کلبھوشن ’’را‘‘ کا سینئر آفیسر ہے۔اب وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بیٹوں جیسا ہے۔اس کا باقاعدہ اعترافی بیان بھی ہے کہ میں بلوچستان اور کراچی میں کارروائیاں کرتا رہا ہوں۔اس پر فوجی عدالت نے سزا دی ہے اور انڈیا نے شور مچانا شروع کر دیا ہے کہ ہم اس کو بچانے کے لیے آخری حد تک جائیں گے۔ابھی یہ ابتدائی فیصلہ ہے۔40 دنوں کے اندر وہ اپیل بھی دائر کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا کلبھوشن یادیو کو پاکستانی حکومت سزائے موت دے پائے گی؟

ایوب بیگ مرزا: کلبھوشن یادیو کی سزا کا صرف قانونی پہلو ہی نہیں ہے بلکہ اس کا ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے اس پر بھی غور کرنا چاہیے۔پچھلے دس بارہ سال سے پاکستان ہر لحاظ سے جس طرح کمزور ہوا ہے۔جبکہ انڈیا اقتصادی لحاظ بہت آگے بڑھا ہے اور اس نے دنیا کو ایک تاثر دینا شروع کر دیا تھا کہ اس خطے میں یا چائنہ ہے یا بھارت ہے اور تو بس یہ چھوٹے چھوٹے جزیرے سے ہیں، ان کی کیا حیثیت ہے۔لیکن کلبھوشن کو سزا سنا کر پاکستان نے ایک مرتبہ پھر اپنی نفسیاتی برتری حاصل کر لی ہے کہ ایک ایسا شخص جس کو ہندوستان اپنا بیٹا کہہ رہا ہے اس کو ہم پھانسی کے تختے پر لٹکا رہے ہیں۔بدقسمتی سے ہمارے ایک ریٹائر کرنل صاحب اغوا ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے انڈیا ہمیں بلیک میل کرنے کی کوشش کرے گا۔لیکن میرے خیال میں ہماری عسکری قیادت اور سول حکومت کو بلیک میل نہیں ہونا چاہیے۔ہاں اس کو اپیل کا حق حاصل ہے۔اس کے بعد جب فیصلہ آ جائے گا تو میرے خیال میں فوری طور پر پھانسی دے دینی چاہیے۔

> کلبھوشن یادیو کو موت کی سزا سنا کر پاکستان نے ایک مرتبہ پھر بھارت پر اپنی نفسیاتی برتری قائم کر لی ہے جسے ثابت کرنے کے لیے کلبھوشن کو تختۂ دار پر لٹکانا ضروری ہے۔

سوال: انڈیا نے یہاں تک کہا ہے کہ ہم آخری حد تک جائیں گے، اس کا کیا مطلب ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ انڈیا کی صرف گیدڑ بھبکیاں ہیں۔اس طرح کی دھمکیوں سے کچھ نہیں ہوگا۔

سوال: کلبھوشن یادیو کو ہماری فوجی عدالتوں نے سزائے موت دی ہے۔آپ اس فیصلے پر کیا تبصرہ کریں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی: جو جاسوس پکڑے جاتے ہیں ان کے لیے دنیا بھر میں یہی سزا مقرر ہے۔کلبھوشن یادیو کے پاس دو ناموں کے پاسپورٹ تھے۔جو اس کا مبارک کے نام کا پاسپورٹ تھا اس پر ایران کا ویزہ لگا ہوا تھا۔پاکستان کا اس کے پاس ویزہ بھی نہیں تھا اور وہ پاکستانی سرحدی حدود کے اندر پکڑا گیا۔پھر جب تحقیقات ہوئیں تو کراچی اور بلوچستان میں اس کا بہت بڑا نیٹ ورک بھی سامنے آ گیا۔اس نے خود بھی ان سب جرائم کا اعتراف کیا ہے۔کسی بھی ملک اور اس کی جغرافیائی سرحدوں کے خلاف جو غداری ہوتی ہے اس کی سزا کسی بھی ملک میں سزائے موت سے کم نہیں ہوتی۔کلبھوشن کو باقاعدہ وکیل کی سہولت دی گئی۔اس کے بعد اس کو اس جرم میں پھانسی کی سزا ہوئی ہے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے پھانسی ہو گئی ہے ابھی اس کے پاس اپیل کا فورم باقی ہے جہاں پر وہ اپیل کر سکتا ہے۔

سوال: اس حوالے سے ہماری سول حکومت اور عسکری قیادت کے درمیان کوئی اختلافات تو نہیں ہیں؟

رضوان الرحمٰن رضی: یہ ایک ذہنی معذوروں کا ٹولہ ہے جو سوشل میڈیا پہ بیٹھ کر اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔میرا خیال ہے کہ بھارتی میڈیا کو ہمارے خلاف کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم نے ذہنی طور پر شکست خوردہ کچھ ایسے عناصر پیدا کر لیے ہیں جو اس طرح کے مواقع پر کنفیوژن پیدا کرنے والی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔کوئی بھی ادارہ یا شخص جو اتنے اعلیٰ عہدے پر بیٹھا ہو وہ قومی مفاد پر کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔اس کے اردگرد جو میکنزم ہے وہ اس کو کوئی سمجھوتہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ورنہ میرا خیال ہے کہ ریاست پاکستان کو چلانا اور کریانے کی ہٹی کو چلانا برابر ہو جائے گا۔ریاست کے معاملات اور ہوتے ہیں ان کو ہم اپنی عقل کی بنیاد پر نہیں پرکھ سکتے۔

سوال: آپ سمجھتے ہیں کہ عسکری قیادت اور ہماری حکومت اس حوالے سے ایک پیج پر ہیں؟

رضوان الرحمٰن رضی: بالکل۔دیکھئے! اب یہ بھی تو ایک ایشو ہے کہ ہمارے ایک کرنل حبیب ظاہر کو ٹریپ کیا گیا ہے۔پہلے ان کو اومان بلایا گیا ہے، اومان میں برطانیہ سے کسی نمبر سے ان سے بات کی گئی ہے اور وہ ایک جعلی نمبر تھا۔پھر ان کو ایک اسائنمنٹ دی گئی جو کہ نیپال میں بھارت کے بارڈر پر تھی جہاں سے وہ غائب ہو گئے۔لہٰذا زیادہ امکان یہی ہے کہ یہ انڈین فوج کا کام ہے کیونکہ بھارتی فوجی نیپال میں بدمعاش بنے ہوئے ہیں۔

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ماحولیاتی، موسمیاتی تبدیلیوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔35 سال بعد مری میں اپریل میں برفباری ہوئی۔ اسلام آباد کئی دن سرد ہواؤں کی زد میں رہا۔ ادھر سندھ میں 46 درجہ حرارت پر سورج آگ برساتا رہا۔ سائنس دانوں کی ٹیم ہمالیہ کے بلند ترین گلیشیئر میں سوراخ کر کے ماحولیاتی تبدیلیوں بارے معلومات حاصل کرے گی! ماحولیاتی تبدیلی۔؟ ہمالہ کی چوٹیوں پر چڑھ کر تلاشتے ہو؟ پہلے زمین سے تو پوچھ لو! شام کی فاسفورس بموں سے جھلسی زمین، یورینیم زدہ ہتھیاروں، کیمیائی گیسوں سے لبریز جس دم سے زمین کی گود میں دم توڑتے ابن آدم سے آنے والی 'ماحولیاتی تبدیلی'۔ مظلوموں کی آہوں کے شرارے اور جھلسے معصوم بچوں کے گلاب بدنوں کا دھواں گلیشیئر کا چہرہ تو متغیر کرے گا۔ وہ آنسو بن بن کر پگھلے گا۔ گلیشیئر ہے آخر۔ پتھر دل انسان تو نہیں! زمین کے نمونے حاصل کرو گلیشیئر کی بجائے۔ غزہ، کشمیر کی زمین۔ عراق، افغانستان، شام کی زمین۔ موسمی تبدیلیوں کی وجوہات تمہاری اسلحے کی تجارت سے منتج ہیں۔ لیکن آج کی سائنسی تحقیقات بھی جھوٹی عالمی سیاست کے تابع ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام اور سامراجی طاقتوں کی لونڈی بن کر سائنس دجالی فریب، مکاری کی زد میں ہے۔ اوزون تہہ کا کلیجہ پھاڑ دینے والے بارود کا کہیں تذکرہ نہیں! اس مقابلے میں امریکہ نے تازہ ترین کارنامہ یہ سرانجام دیا ہے کہ 2003ء میں عراق پر گرانے کے بعد بموں کی ماں نامی مہلک ترین 21 ہزار پاؤنڈ کا بم افغانستان، ننگر ہار پر گرایا ہے۔ جس کی تباہ کن تباہی اور ہلاکت کو وہ اپنی سائنسی مہارت کا لائق فخر کارنامہ بنا کر ویڈیوز جاری کر کے پیش کر رہے ہیں۔ جس کی تباہی ہولناک اور اثرات میلوں پر محیط ہیں۔ سو امریکہ کی مہلک سیادت قائم ہے!

نہ ختم ہونے والی جنگوں کے لیے میدان سارے مسلمانوں کے ہیں۔ امریکی محکمہ دفاع نے بڑے جذبے سے کہا ہے۔ فاٹا میں کہیں بھی پاکستانی آپریشن کی حوصلہ افزائی کریں گے، ساڑھے پانچ سو ملین ڈالر ہم نے دے دیئے۔ ساڑھے تین سو ملین ڈالر دیں گے اگر حقانی نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کی! کیا دیدہ دلیرانہ آفر 18 کروڑ مسلمانوں کے ملک کو دی جا رہی ہیں! کیا فاٹا کے مقدر میں مزید بارود بھرنا باقی ہے؟ اس قاتلانہ ذوق کے عالمی رہنماؤں کے مکالمے بھی ملاحظہ ہوں۔ ٹرمپ نے ترنگ میں آ کر اپنے ہم رنگ بشار الاسد کو 'ہٹلر' کہہ دیا تھا۔ اب وہائٹ ہاؤس کا ترجمان اس پر معافی مانگ رہا ہے کہ غلط جملہ پھسل گیا تھا! نجانے ہٹلر برا مان گیا یا بشار اتنے چھوٹے لقب کو توہین جان رہا ہے! انسانیت کو دکھ اور اذیت دینے کے عالمی مقابلوں کا دور ہے۔ گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ فیصلہ نہیں کر پا رہی نامی گرامی قاتلوں کے جتھوں کے بیچ۔ ڈرون حملہ وڈیو گیم پلیئر جو ہزاروں میل دور نیواڈا میں بیٹھ کر افغانستان، پاکستان، یمن، صومالیہ پر دو انگلیوں سے چھ آٹھ سو حملوں میں ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے، ٹاپ پر ہیں کہ 'دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ'۔ شہریوں کے بدن چیتھڑے ہو کر دیواروں، درختوں پر جا چپکے۔ لیکن حملہ کرنے والے نامعلوم سورما اجلے ستھرے، سگریٹ کے کش لگا کر، پیگ پی کر کامیاب حملوں کی رپورٹ دے کر فارغ ہو جاتے ہیں۔ حملہ آور تہذیب یافتہ کارندے بیوی بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد ہوتے ہیں۔ سو وہ کیا جانیں کہ بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جائیں تو کیا ہوتا ہے! ڈرون حملے فوری موت دیتے تھے۔ اب کیمیائی حملے جگر پاش مناظر تخلیق کرتے ہیں۔ سو بشار الاسد سفاکی میں نمبر لے گیا! ایسے میں سورج تمتما اٹھے اور آگ برسانے لگے۔ یا گلیشیئر پگھلنے پر آ جائے تو حیرت کیوں ہوئی؟ ایک طرف لاشوں کے انبار ہیں دوسری طرف امریکی ضمیر گدھے کو تھپڑ مارنے پر سلگ اٹھا! 18 سالہ نوجوان امریکی نے فارم ہاؤس میں گدھے پر غصہ کھا کر تھپڑ رسید کر دیا اور فوٹیج انٹرنیٹ پر پوسٹ کر دی۔ اب یہ نوجوان زیر حراست ہے۔ مقدمہ درج ہو گیا ہے۔ اگر انسان خود کو بطور گدھا رجسٹر کروا دیں تو کیا امریکہ یہی قانونی سہولت انہیں بھی فراہم کر دے گا؟

انسانی حقوق کی کسمپرسی کی کہانیاں روئے زمین کے سارے صفحے کالے کرنے کو کافی ہیں۔ مثلاً حقوق انسانی فیم جنیوا سے خبر پھوٹی ہے کہ انسانوں کی سمگلنگ اب غلاموں کی خرید و فروخت کے (مہذب) کاروبار کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ تارکین وطن چند سو ڈالروں میں غلاموں کی طرح بکنے لگے ہیں۔ جبری مشقت، غلاموں کی باضابطہ مارکیٹ، جنسی غلامی اور خبر کے ساتھ تین مسلمان لڑکیاں بے کس و بے بس حجاب میں بیٹھی دیکھی جا سکتی ہیں! یہ وہی عورت ہے جس کا عالمی دن دھوم دھام سے منا کر حقوق کی دہائیاں دی جاتی ہیں؟ اور وہ بھی عجب کہانی ہے۔ حد درجے مجہول و مشکوک کہانی جس کی پُراسرار ہیروئن عالمی رہنماؤں کے جھرمٹ میں نت نئے اعزازات سے نوازی جا رہی ہوتی ہے! ملالہ یوسف زئی! اور دوسری طرف اسی ملک پاکستان کی ذہین فطین، پاکیزہ کردار، عالی نسب، معزز خاندان کی لائق فخر بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ امریکی جیلوں میں رُلتی۔ امریکی انصاف (رشک گدھا انصاف) کی جیتی جاگتی تصویر! جس کے لیے سارے سیاست دان، سارے حکمران سبھی منہ موڑ لیں! قصور۔؟ ایک تو یہ کہ موجودہ غلام اور بے پیندے کے لوٹے گھڑنے والے لارڈ میکالے نظام تعلیم کے مقابل اس نے وہ نصاب اور نظام ترتیب دینے کی جسارت کی تھی جو اقبال کے خوابوں کی تعبیر، آزاد مملکت کے شایانِ شان، باشعور با کردار نسلیں پیدا کر سکتا تھا! اس نے امریکہ میں 30 ہزار قرآن تقسیم کیے تھے۔ اس نے دردمندی اور امت کے لیے دلسوزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بوسنیا کے رگیدے گئے مسلمانوں کی خبرگیری کا سامان کیا تھا! یہ تو ہماری عورت کا تقابل ہے۔ ادھر بھارت میں رکن پارلیمنٹ خاتون برس پڑی کہ 'عورت کو تحفظ دو گائے کو نہیں!' امریکہ میں گدھا معزز ہے تو بھارت میں گائے! کہنے لگیں کہ بھارتی دارالحکومت کو 'ریپ سٹی' قرار دے دیا گیا ہے اور دوسرے ممالک اپنی خواتین کو بھارت جانے سے منع کر رہے ہیں عدم تحفظ کے خدشات پر۔ بی جے پی کو گائے سے فرصت نہیں جس کے نام پر مسلمانوں کی بستیاں اجاڑی اور مسلمان ذبح کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ ہے آج کی نہایت مہذب، اعلیٰ تعلیم یافتہ، صنعت و حرفت، سائنس و ٹیکنالوجی،

میڈیا کی چکاچوند سے چندھیائی دنیا کی حقیقت! اور ہاں اعلیٰ تعلیم سے یاد آیا۔ ہمارے ہاں ڈاکٹر عاصم اور حامد سعید کاظمی کی طرح ایگزیکٹ سکینڈل بھی ٹائیں ٹائیں فش ہو گیا تھا۔ تاہم امریکہ میں ان کے ایک اہم افسر عمیر حامد (اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ) نے اعتراف جرم کرلیا۔ 14 ارب روپے کا فراڈ اور جعلی ڈگریوں کے کیس میں 20 سال قید ہوگئی۔

سودی نظام کے خاتمے سے متعلق دائر درخواستوں پر چیف جسٹس شرعی عدالت ریاض احمد خان نے حیران کن تبصرہ فرمایا۔ جس وقت سود کی ممانعت کا 'حکم' ہوا اس وقت کی معیشت آج کی معیشت سے مختلف ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت کے نظام کو آج کے دور میں کیسے نافذ کیا جا سکتا ہے۔ یہ 'حکم' کس نے دیا ہے؟ کیا یہ انسانی حکم ہے یا خالق و مالک کائنات رب کا جو زمان و مکان کی حدود سے ماورا ہے؟ ازل بھی اس کا اور ابد بھی! کیا عیاذاً باللہ۔ العلیم، الخبیر، الحکیم، الاوّل، الاخر نہ جانتا تھا کہ معیشت کیا رنگ اختیار کرے گی؟ جس رب کا بنایا سورج پرانا نہ ہوا، آب و تاب، قوت و طاقت میں رتی بھر کمی واقع نہ ہوئی۔ اس کا بھیجا قرآن، نازل کردہ نظام معیشت، نظام زندگی پرانا ہو گیا؟ اگر یونان کے کھنڈرات سے نکال کر جمہوریت کا نظام اور سیکولرازم نافذ کیا جا سکتی ہے جو فانی انسانوں کی محدود عقل کا ماحصل ہے، جو صورت ٹرمپ اور مودی دنیا میں حکمران ہے تو کیا نظام اسلام جو خالق کا مخلوق کے لیے عطا کردہ دین ہے اسی پر سارے سوال اٹھنے کو ہیں؟

بانیٔ پاکستان ہی سے پوچھ لیا ہوتا تو بات لمحے بھر میں واضح ہو جاتی۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر واشگاف الفاظ میں کہا: ''میں آپ کے تحقیقی ادارے کے اس کام کو گہری دلچسپی سے دیکھوں گا کہ آپ بینکاری کے معاملات کو اسلام کے معاشی اور معاشرتی تصورات کے مطابق ڈال رہے ہیں...... (مغربی معاشی نظام پر کڑی تنقید) مغربی معاشی نظام کی تھیوری اور عملی شکل اپنا لینے سے ہم مطمئن اور خوشحال عوام والی منزل نہ پا سکیں گے۔ ہمیں اپنا مقدر بہتر بنانے کے لیے اپنے طریقے سے تگ و دو کرنی ہوگی تاکہ ہم دنیا کو بھی اسلام کے مساوات انسانی اور سماجی انصاف پر مبنی نظام معیشت دکھا سکیں۔ اسی طرح ہم بحیثیت مسلمان اپنا فرض ادا کر سکیں گے۔ انسانیت کو امن کا وہ پیغام دے سکیں گے جو اس کا تحفظ کر سکے اور کل انسانیت کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کی ضمانت بن سکے۔'' (یکم جولائی 1948ء) یقیناً قائداعظم کا فہم و بصیرت قرآنی تعلیمات سے مستنیر، (بلا مرعوبیت) پاکستان کی معاشی پالیسی کے خطوط وضع کر چکا ہے۔ تخلیق پاکستان کے مقاصد کے عین مطابق اور فائق تر ہے۔ پاکستان کے تشخص سے متعلقہ امور کو کسی بھی سطح پر متنازعہ بنانا، پاکستان کے مقصد وجود سے غداری کے مترادف ہے۔ علماء نے بجا طور پر اس کا نوٹس لیا ہے۔ ہم فکری نظریاتی انتشار کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ کیا المیہ ہے کہ۔

مثال ماہ چمکتا تھا جس کا داغ سجود
خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی

☆☆☆

فیصلے کا دن بہت سخت ہوگا

ثمیرہ لیاقت

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب کتاب کے لیے خدا کے سامنے حاضر ہونے والے دن پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے بار بار مختلف انداز بیان میں انسان کو اس ہولناک دن سے آگاہ کیا ہے اور عقل سلیم بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زندگی بھر جس انسان نے اللہ کے لیے نماز کی تکلیف برداشت کی۔ روزوں میں کھانے پینے سے صبر کیا۔ اپنے مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کیا حرام و ناجائز دولت کی کثرت کو ٹھکرا کر حلال اور پاکیزہ کمائی کی قلت پر قناعت کی۔ نیکیوں کو پھیلایا اور برائیوں کو مٹایا۔ غرض کہ زندگی بھر جس نے تکلیف اور مشقت برداشت کی۔ مرنے کے بعد اس کو اسی نسبت سے آرام اور سکون ملے۔ اس کے برعکس جس نے اللہ کے بجائے اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی۔ اللہ کی نافرمانی کی۔ زندگی عیش و عشرت میں بسر کی۔ زنا کرتا رہا۔ شرابیں پیتا رہا۔ لوگوں پر ظلم کیے، قتل کیے، ڈاکے مارے اور زمین پر فساد برپا کیا۔ لوگوں کے حقوق ضائع کیے اور اسی حالت میں بغیر توبہ مر گیا تو عقل کا تقاضا ہے کہ مرنے کے بعد ایسے شخص کو اس کے کیے کی سزا ملنی چاہیے اور خدا کے عدل کا بھی یہی تقاضا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے ﴿تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ط لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ط﴾ (المومن:17) ''ہر انسان کو بدلہ دیا جائے گا ان کاموں کا جو انہوں نے دنیا میں کیے اس دن کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا (یعنی پورا پورا انصاف کیا جائے گا)''

کیونکہ اگر ایسا نظام عدل نہ ہو تو پھر تو جانوروں کی دنیا یعنی جنگل اور انسانوں کی دنیا میں کیا فرق رہا۔ جس نے اپنا کھانا دوسرے کو دے دیا اور خود بھوکا رہا اس کا صلہ کون دے گا؟ جس نے حرام کے تر لقمے کو ٹھکرا کر حلال کی روکھی سوکھی روٹی کھا کر صبر کیا اس کا انعام اس کو کہاں سے ملے گا۔ جس کو تنہائی میں کوئی خوب صورت جوان عورت گناہ کی ترغیب دے اور وہ خدا کے خوف سے اس دعوت کو ٹھکرا دے اس عمل کی داد کس سے پائے گا۔ جس شخص نے عمر بھر اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق زندگی گزاری ہر حرام لذت سے فائدہ اٹھایا اور جس نے پوری زندگی خدا کی مرضی کے مطابق اور نفس کی ناجائز خواہشات کے خلاف بسر کی کیا دونوں برابر ہو جائیں گے۔ عقل سلیم کہتی ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اور خدا کا عدل بھی یہی کہتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ o﴾
(القلم:35)

''کیا ہم مجرم لوگوں کو فرمانبرداروں کے برابر کر دیں گے؟''

یعنی نہیں ایسا نہیں ہوگا یہ بات اللہ کے عدل وانصاف سے ممکن ہی نہیں۔

دوستو جب معاملہ اتنا سخت ہے اور جزا سزا کے مرحلے سے گزرنا لازمی ہے تو پھر عقل تقاضا کرتی ہے کہ اس دن کے لیے تیاری کی جائے جب آدمی ذرہ ذرہ بھر نیکی کا محتاج ہوگا اور کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا۔ دوستو آج ہم زندہ ہیں سب کچھ کر سکتے ہیں کل مر جائیں گے تو کچھ بھی نہیں کر سکیں گے اس لیے زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو اور جو کچھ نیکیاں کما سکتے ہو اپنے گناہوں کی تلافی کر سکتے ہو کر لو۔

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا
گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قطر عالیشاں بھی بنوایا تو کیا
دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زبان کی آگ

مولانا عبیداللہ

تلوار کا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان سے لگایا ہوا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا۔ الفاظ زبان سے نکلنے سے پہلے انسان کے تابع ہوتے ہیں مگر جب الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں تو انسان اپنے ہی الفاظ کا تابع ہو جاتا ہے۔ اس زبان سے نکلے ہوئے ایک نازیبا لفظ اور ایک جملے سے ہماری زندگی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے اور بندہ جیتے جی زندہ لاش بن جاتا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ جو چیز اس کے نزدیک قیمتی ہوتی ہے اسے وہ بڑی حفاظت سے رکھتا اور احتیاط سے استعمال کرتا ہے۔ اسے سوچ سمجھ کر استعمال کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان کی تخلیق میں انسانی فطرت کو ملحوظ خاطر رکھا، اسے بتیس دانتوں کے حصار اور دو ہونٹوں کے اندر حفاظت سے رکھ دیا اور یہ درس دیا کہ: ''اے محبوب: میرے بندوں کو فرما دیجئے کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہتر ہو'' (سورۃ بنی اسرائیل)

اسی طرح خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب تک اپنی زبان کی حفاظت نہ کر لے ایمان کی حقیقت کو حاصل نہیں کر سکتا۔'' (رواہ طبرانی)

حضور ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمایا: جب صبح ہوتی ہے تو بدن کے سارے اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ خدارا ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرنا اس لیے کہ ہم تجھ سے وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' (رواہ الترمذی)

ایک مرتبہ فرمایا: ''لوگوں کو ناک کے بل دوزخ میں گرانے والی ان کی زبان ہی کی بری باتیں ہوں گی۔'' (رواہ الطبرانی)

صرف ایک کلمہ باعث رفع درجات اور باعث دخول نار ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی رضا مندی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بہت سے درجات بلند فرما دیتا ہے اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی نافرمانی کا ایسا کوئی کلمہ کہہ گزرتا ہے کہ اس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے۔

انسان اپنے قدم سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا اپنی زبان سے پھسلتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بندہ کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے اور صرف اس لیے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کلمہ کی وجہ سے ایسی (ہلاکت والی) گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے جس کا فاصلہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ انسان اپنی زبان سے اتنا پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے (بھی) نہیں پھسلتا۔''

اس حدیث میں دو باتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ اول یہ کہ بعض مرتبہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے انسان ایسا کلمہ کہہ گزرتا ہے جس کی وجہ سے ہلاکت کی گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ انسان بعض مرتبہ اپنی زبان سے اتنا پھسل جاتا ہے جتنا کہ اپنے قدم سے بھی نہیں پھسلتا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر قدم پھسل جائے تو تھوڑی بہت چوٹ لگ جاتی ہے جو دو چار دن میں اچھی ہو جاتی ہے اور اگر زبان لغزش کھا جائے تو اس سے دنیا و آخرت کی تباہی ہو جاتی ہے۔ اگر کفر و شرک کا کلمہ کہہ دیا تو اس سے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں گیا اور اگر کسی کو گالی دی تو سر پر جوتا پڑا۔ یہاں کی وہاں لگائی تو دو خاندانوں میں لڑائی کرا دی، ورنہ کسی کی غیبت کر دی۔ غرضیکہ زبان کے بہت گناہ ہیں اور ہر ایک پر مستقل وعید بیان کی گئی ہے، غیبت، چغلی، لعن طعن، بہتان، غصہ، فحش گوئی، گالم گلوچ، بُرے القاب، یہ زبان کے ایسے گناہ ہیں جو زبان زد عام ہیں اور ان کو کوئی گناہ ہی نہیں سمجھتا جبکہ ان میں سے ہر ایک پر اللہ تعالیٰ نے سزا مقرر کی ہے۔

پھر بھی انسان کی زبان اتنی تیز چلتی ہے کہ ایک جملہ بولنے سے ہزاروں لوگوں کے دل چھلنی ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں ہمارے پیارے نبی ﷺ کو سب انبیاء سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں لیکن آپ ﷺ نے ہر تکلیف پر صبر کیا، تحمل کا مظاہرہ کیا لیکن سب سے زیادہ تکلیف آپ ﷺ کو تب ہوئی جب آپ ﷺ کی پیاری زوجہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی، آپ ﷺ فرماتے ہیں بخاری شریف کے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ ہے مجھے عائشہؓ پر تہمت لگنے کے بعد اتنا دکھ ہوا، اتنی تکلیف ہوئی، اتنا صدمہ پہنچا کہ اس سے پہلے مجھے کبھی اتنا صدمہ نہیں پہنچا۔ یہ صدمہ آپ ﷺ کو صرف زبان کی آگ کی وجہ سے ملا، اور یہ زبان کی آگ کا لگایا ہوا صدمہ اتنا نڈھال کر رہا تھا۔ تمام امت مسلمہ اس وقت سکتے میں آ گئی تھی اور ہر ایک صحابی پریشان تھا۔ یہاں تک مدینہ میں پورا ماحول سوگوار نظر آ رہا تھا اور یہ آگ ٹھنڈی ہونے کو نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی آیات میں اس آگ کو بجھانے کا ذکر فرمایا۔ آپ جب بھی قرآن کی تلاوت کریں اور سورۃ نور کی ان آیات پر پہنچیں تو آپ ان کا ترجمہ ضرور پڑھ لیا کریں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ زبان کی آگ نے ہمارے نبی ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچائی۔

قارئین کرام! آپ خود بھی مشاہدہ کر چکے ہوں گے کہ ہمارے معاشرے میں آج کل جتنے بھی فسادات ہو رہے ہیں ان سب کے پیچھے آپ کو زبان کی آگ ہی نظر آئے گی۔ گھریلو جھگڑے، میاں بیوی کا جھگڑا، خاندانوں کی لڑائی پھر نسلوں تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اس سب میں اگر بنیادی وجہ ہو گی تو وہ زبان کی بد احتیاطی، زبان درازی، چغلی، غیبت ہی ہو گی۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو کتنی پیاری نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو پورے دین کی بادشاہ ہو یعنی پورے دین کا خلاصہ ہو اگر اس پر عمل کیا تو گویا پورے دین پر عمل کیا۔'' حضرت معاذؓ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ میری طرف دیکھو، آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

فرمایا۔ معاذؓ اس زبان کو قابو میں رکھنا۔ تو حضرت معاذؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ، کیا زبان کی وجہ سے بھی پکڑ ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”معاذ اس زبان کی وجہ سے تو زیادہ لوگ جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔“

کتنی تاکید کے ساتھ آپ ﷺ نے زبان کی حفاظت کے لیے فرمایا اور آج سب سے زیادہ اگر بداحتیاطی کی جاتی ہے تو صرف اس زبان کے متعلق، آخر کیوں؟

اس طرح کی اور بھی روایات کثرت سے مروی ہیں جن میں زبان کی حفاظت کے بارے میں تلقین کی گئی ہے۔ سب سے زیادہ زبان کو محتاط طریقہ سے استعمال کرنا ان لوگوں کی ذمے داری ہے جو کسی نہ کسی بڑے عہدے پر فائز ہیں، جو عوام الناس کے نمائندے ہیں۔ کیونکہ ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ان کے کارکنان اور مقلدین کے لیے دلیل وصحت کی حیثیت رکھتے ہیں جو ان کو اپنا قائد مانتے ہیں۔ وہ اپنے قائدین ورہنما کی باتوں کو عملی جامہ پہناتے ہیں اور اس کو اپنی زندگی کا مشن وموقف سمجھتے ہیں۔ اس لیے نمائندگانِ عوام الناس کو بولنے سے پہلے تولنا چاہیے۔ میرے وطن میں ایسے مقرر حضرات کی تعداد وافر مقدار میں ہے جو الفاظ سے کھیلنا جانتے ہیں۔ جو الفاظ کے ذریعے اپنی سحر بیانی کے ذریعے لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔ وہ خطیب حضرات اپنی شعلہ بیانی سے عوام الناس کو اپنا گرویدہ بنا کر پھر ان کو جس جس مقصد کی طرف لے جاتے ہیں بیچارے عوام اس کے انجام سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

بدقسمتی سے پوری دنیا میں آج اسٹیج پر ایسے لوگ قابض ہیں جو اپنی تقریر میں تعمیر وترقی واصلاح کی باتیں کم اور تخریب وتذلیل وشرارت کی باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ آج تو ایک عام رواج سا بن گیا ہے کہ جب تک مقرر صاحب اپنے مخالفین کے بارے میں صراحتاً یا کنایتاً کوئی سخت بات نہ کہہ لے، کوئی تبراء نہ کرے، کوئی طعن نہ لگائے تب تک مقرر صاحب بھی اپنی تقریر سے مطمئن نہیں ہوتے اور سامعین بھی تب تک ”داد“ نہیں دیتے۔

اختلاف رائے کا حق سب کو ہے مگر اس کا یہ مطلب بھی تو نہیں کہ آپ اپنے مخالف کو گندی گالیاں دیں؟ لیکن ہم اپنے مخالفین سے کس طرح بات کرتے ہیں کبھی خود جائزہ نہیں لیا۔ ہمارے تمام لیڈر حضرات اگر اپنی زبان کو نرم رکھتے، اپنے لہجے کو بدل دیتے تو بے گناہ لوگوں کے لاشے نہ تڑپتے۔ ہر جگہ زبان کی لگی ہوئی آگ سلگ رہی ہے جس کی زد میں آ کر لاکھوں گھر جل چکے ہیں اور لاکھوں جل رہے ہیں، سیاسی اختلافات کے مقاصد کچھ بھی ہوں لیکن اس اختلاف کو اس حد تک لے جانے والی زبان کی آگ ہے۔ آج وطن عزیز میں فرقہ واریت بھی اسی چرب زبانی کا نتیجہ ہے۔ میری قارئین سے التماس ہے کہ خدارا! آپ خود بھی زبان کو قابو میں رکھیں اور اپنے اردگرد رہنے والے حضرات کو بھی اس کا پابند بنائیں اور اہل اقتدار سے بھی گزارش ہے کہ قانون تو بنتے رہتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہوتا لہٰذا اس مرتبہ کوئی ایسا قانون بنائیں جس میں زبان کی لگائی ہوئی آگ پر سخت سزائیں مقرر کی جائیں اور اس قانون پر عملدرآمد بھی کیا جائے۔ کوئی کسی کی مقدس شخصیات پر تبراء نہ کرے، کوئی کسی فرقے یا مذہب کے خلاف لوگوں کو نہ اُکسائے اور عوام الناس کو بھی اپنی روش بدلنا ہوگی اور ایسے جذبات وتقاریر کی مذمت کرنا ہوگی۔ یہ وقت ہے کہ ایسی زبان کو بند کیا جائے جو نفرتوں، عداوتوں اور دوریوں کو بڑھائے۔ اگر خدانخواستہ ہم نے آج زبان کی آگ پر قابو نہ پایا تو ہوسکتا ہے ہمیں بھی ”حلب“ ”موصل“ ”ادلب“ بغداد“ جیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے اور پھر یہ آگ ہمارے کنٹرول سے بھی نکل جائے اور اس کو بجھانے والا کوئی نہ ہو۔

کشتی بھی نہیں بدلی دریا بھی نہیں بدلا
اور ڈوبنے والوں کا جذبہ بھی نہیں بدلا
ہے شوق سفر ایسا اک عرصے سے یارو
منزل بھی نہ پائی رستہ بھی نہیں بدلا

خصوصی رپورٹ

امیر تنظیم اسلامی کی جمعیت کے صد سالہ عالمی اجتماع میں شرکت

امیر تنظیم اسلامی پاکستان جناب حافظ عاکف سعید نے جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن کی دعوت پر 8اپریل 2017ء کو اضاخیل نوشہرہ، پشاور میں منعقدہ 100 سالہ تاسیس جمعیت عالمی اجتماع میں شرکت کی۔ نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا میجر (ر) فتح محمد، امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محمد شمیم خٹک، صدر انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا جناب محمد سعید، ناظم نشر واشاعت حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی فاروق ثاقب اور راقم بھی امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ جی ٹی روڈ پر داخلہ گیٹ برائے خواص پر مولانا گل نصیب، امیر جمعیت علمائے اسلام خیبر پختونخوا، نے امیر محترم کا پرتپاک استقبال کیا۔ سیکیورٹی کے فرائض پر مامور ایک فرد کی معیت میں تنظیم اسلامی کے وفد کو پورے آداب میزبانی کے مطابق مرکزی سٹیج تک پہنچایا گیا۔ سٹیج پر جمعیت کے سیکرٹری جنرل وسینٹ آف پاکستان کے ڈپٹی چیئرمین مولانا عبدالغفور حیدری نے پُرجوش معانقہ کر کے امیر تنظیم اسلامی کا خیر مقدم کیا۔ مفتی کفایت اللہ نے امیر محترم کو مخصوص نشست پر تشریف لے جانے کے لیے بذات خود رہنمائی کی۔ سٹیج پر پہلے سے تشریف فرما جمعیت کے صف اوّل کے قائدین نے بھی امیر تنظیم کو خوش آمدید کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا فضل الرحمٰن بھی جلسہ گاہ میں پہنچے۔ ان کی آمد پر کارکنوں نے جوش وخروش کا مظاہرہ کیا اور نعروں کی گونج میں ان کا استقبال کیا۔ مولانا صاحب کی آمد پر امیر تنظیم اسلامی نے بھی ان سے ملاقات کی۔ مولانا نے نہایت محبت وشفقت سے ان کو گلے لگایا اور بھرپور مسرت کا اظہار فرمایا۔

مہمانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری تھا۔ مختلف ممالک سے آئے ہوئے مندوبین کے بیانات بھی ہو رہے تھے۔ ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں کے زعماء بھی اجتماع میں شریک تھے جن میں سینٹ میں قائد ایوان راجہ ظفر الحق نمایاں تھے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے اپنی تنظیم کے علاقائی اجتماع میں شرکت کے لیے اسلام آباد سے کراچی کی پرواز لینی تھی، اس لیے اجتماع سے تقریباً 12 بجے ہی آپ اسلام آباد کے لیے روانہ ہوگئے۔

مجموعی طور پر جمعیت کا یہ عالمی اجتماع اس اعتبار سے کامیاب تھا کہ یہ جمعیت کی بھرپور سیاسی قوت کا مظاہرہ تھا۔ اس سے جمعیت کے کارکنوں کی انتظامی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوا۔ سٹیج کو بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ پنڈال میں انسانوں کا ایک جم غفیر تاحد نظر پھیلا ہوا تھا۔ رش کے باوجود نظم وضبط مثالی تھا۔ جمعیت کے شلوار قمیص پر مشتمل خاکی وردی پوش کارکن مستعدی اور خوش اسلوبی سے اتنے بڑے مجمع کو کنٹرول کر رہے تھے۔ جس کے لیے وہ بجا طور پر داد وتحسین کے مستحق ہیں۔

اس اجتماع کی ایک خاص بات امام کعبہ الشیخ صالح بن محمد ابراہیم کی بنفس نفیس اجتماع میں شرکت ہے۔ اجتماع گاہ میں پہلے دن ان کے خطبۂ جمعہ اور امامت سے بھی رونق میں کافی اضافہ ہوا۔

(رپورٹ: ڈاکٹر ضمیر اختر خان)

علاقائی اجتماع خیبر پختونخوا

تنظیم اسلامی پاکستان کا پہلا علاقائی اجتماع زیرِ صدارت امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظ اللہ بمقام سپین جماعت یونیورسٹی روڈ پشاور منعقد ہوا جو کہ خیبر پختونخوا کے دو حلقہ جات خیبر پختونخوا جنوبی اور ملاکنڈ پر مشتمل تھا۔

اجتماع کا آغاز یکم اپریل 2017ء بعد از نمازِ عصر امیر محترم کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ جس میں انہوں نے اجتماع کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالی اور شرکاءِ اجتماع کو خوش آمدید کہا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت خورشید انجم نے انجام دیے۔ ناظم اجتماع و امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم محمد شمیم خٹک نے اجتماع کے حوالے سے شرکاء کو ضروری ہدایات دیں، بعد ازاں معاون ناظم تعلیم و تربیت شجاع الدین شیخ صاحب نے ''کلمہ طیبہ کا مفہوم اور تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس کلمے کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی پوری زندگی (انفرادی و اجتماعی) کو اس کلمہ کے تابع کر دیا جائے۔ بعد نمازِ مغرب ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر صدر انجمن خیبر پختونخوا محترم محمد سعید نے مطالعہ حدیث پیش کیا۔ اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ ملاکنڈ نبی محسن نے ''تذکرۃ الموت'' کے موضوع پر خطاب میں تصور موت کو دلنشین انداز میں بیان کیا۔ بعد نمازِ عشاء معتمد تنظیم اسلامی نوشہرہ جانثار اختر نے ''معاملات کی اہمیت'' کے موضوع پر مطالعہ حدیث پیش کرتے ہوئے فرمایا حقوق العباد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے طے فرما دیا ہے کہ ان میں کوتاہی کرنے والے کو معاف نہیں کرے گا۔ اس کے بعد محترم شجاع الدین شیخ نے ''تربیتِ اہلِ خانہ: اسلامی اقدار کی روشنی میں'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری دعوت کے پہلے حقدار ہمارے اہلِ خانہ ہیں۔ سب سے پہلے ہم سے انہی کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ انہوں نے گھریلو اسرہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ ہر ملتزم رفیق گھریلو اسرہ کا اہتمام کرے۔

اگلے روز نمازِ فجر کے بعد حلقہ ملاکنڈ کی مقامی تنظیم کے ناظم تربیت کامران اللہ نے مطالعہ حدیث پیش کیا، جس میں انہوں نے تلاوتِ قرآن حکیم کی اہمیت اور اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کرنے والے افراد کے اوصاف بیان کیے۔

مطالعہ حدیث کے بعد نمازِ اشراق تک رفقاء تلاوتِ قرآن و اذکار میں مشغول رہے اور اسی دوران ناشتے کا بھی اہتمام کیا گیا۔

پروگرام کا دوبارہ آغاز 8:30 بجے ہوا۔ حلقہ ملاکنڈ کے ملتزم رفیق احسان اللہ نے ''دعوت کی اہمیت اور آدابِ دعوت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

اس کے بعد امیر مقامی تنظیم مردان حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ''محبت فاتح عالم'' کے موضوع پر امیر کا اپنے مامورین کے ساتھ تعلق اور محبت پر سیر حاصل خطاب کر کے رفقاء میں نظم کی پابندی کے حوالے سے ایک نیا ولولہ پیدا کیا۔

ڈاکٹر ضمیر اختر نے ''تصور خلافت اور نوید خلافت'' کے موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں اور موجودہ دور کے عظیم مفکرین و مفسرین قرآن مولانا محمد امین احسن اصلاحیؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفاسیر کی روشنی میں بعض جدت پسند مفکرین کی جانب سے خلافتِ اسلامیہ کے انعقاد کے وجوب اور اس کی دینی حیثیت و اصطلاح کے بارے میں پھیلائے جانے والے شبہات کا مدلل جواب پیش کیا۔

وقفہ کے بعد نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی نے ''انقلاب کا نبویؐ طریقہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے انقلابی لائحہ عمل کے چھ مراحل پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا وڈیو خطاب ''متاع الغرور'' پیش کیا گیا، جس سے رفقاء میں تزکیہ نفس اور دنیاوی زندگی کی حقیقت واضح ہوئی۔ اس کے بعد نماز ظہر، ظہرانہ اور آرام کے وقفہ کے بعد مقامی امیر باجوڑ شرقی محمد نعیم صاحب نے اخلاقیات کے موضوع پر مطالعہ حدیث پیش کیا۔ اس کے بعد نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان اور صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''نظم کی اہمیت'' پر قرآن و سنت کی روشنی میں نہایت مدلل اور جامع خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دینی اجتماعیت میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے نظم کی پابندی ایک ناگزیر عمل ہے، انہوں نے نقیبِ اسرہ کی اطاعت پر زور دیا۔ اس کے بعد ''فتنہ دجال اور ہم'' کے موضوع پر معاون مرکزی ناظم تعلیم و تربیت مفتی اویس پاشا قرنی نے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ مومنین کا اصل کام اپنے ایمان کی فکر اور اس کی مضبوطی ہے جو آیاتِ قرآنی کی تلاوت و فہم اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی کی صورت میں ممکن ہے۔

اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظ اللہ نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور شرکاء کو بھی اللہ کا شکر ادا کرنے کی تلقین کی۔ امیر تنظیم نے تمام مقررین، منتظمین اور شرکاء کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد ہمارا اولین فرض ہے اور اخروی نجات ہمارا اصل ہدف ہے جو اقامت دین کی جدوجہد سے مربوط ہے، اقامت دین کی جدوجہد تو کرنا ہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رفقاء تنظیم کو اپنی ذاتی اصلاح کی طرف بھی خصوصی توجہ دینا ہوگی، اس کے لیے تعلق مع اللہ، تعلق مع القرآن اور اتباعِ رسول ﷺ کا اہتمام ناگزیر ہے۔ اصلاحِ نفس ہر رفیق کی اپنی ذمہ داری ہے، تنظیم اس کام میں آپ کی مدد و معاون ہے۔ انہوں نے رفقاء پر زور دیا کہ وہ نماز تہجد کا خصوصی اہتمام کریں۔ انہوں نے مستقبل کے لائحہ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی ہم اپنے ہدف سے بہت دور ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دعوت کے کام کو مزید تیز کیا جائے اور اس دعوت کا مرکز و محور قرآن ہو۔ ہمارے تمام مسائل کا حل اسلامی نظام کے قیام میں مضمر ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دینی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے آواز بلند کریں۔ (رپورٹ: شعبہ تعلیم و تربیت)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

سہ ماہی تربیتی اجتماع 26 فروری 2016ء بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں بعنوان ''صراط مستقیم پر چلنے والوں کو درپیش خطرات'' منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں حلقہ کے تمام رفقاء جبکہ رفیقات میں سے معاونات اور مشاورتی اُسرے کی اراکین شامل تھیں۔ میزبانی کے فرائض معتمد حلقہ جناب عبید احمد نے ادا کیے۔

تلاوت کلام پاک کا شرف ملتزم رفیق سوسائٹی تنظیم جناب محمد عبدالرحیم کو حاصل ہوا۔ انہوں نے سورۃ الحدید آیات 12 تا 15 کی احسن انداز میں تلاوت کی۔ بعد ازاں تلاوت کی جانے والی آیات کے ذیل میں مرض نفاق کی باطنی کیفیت کے موضوع پر ناظمِ توسیع دعوت حلقہ کراچی جنوبی جناب عامر خان نے تذکیر کروائی۔ تذکیر بالحدیث کے ضمن میں ناظمِ رابطہ حلقہ کراچی جنوبی جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے ارشادات نبویہ ﷺ سے ''حب الدنیا رأس کل خطیئۃ'' کے موضوع پر پُر اثر خطاب کیا۔ بعد ازاں ناظمِ دعوت حلقہ کراچی جنوبی جناب حافظ عمیر انور نے دعوت دین میں کوتاہی و خطرات کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں ملکی و غیر ملکی حالات کا تجزیہ کلفٹن تنظیم کے نقیب اُسرہ و ناظم دعوت جناب کرنل محمد امین نے پیش

کیا۔انہوں نے پانامہ کیس، آپریشن ضرب عضب ورد الفساد، ملٹری کورٹس، حافظ محمد سعید کی نظربندی، ڈونلڈ ٹرمپ کی پالیسیز کے ساتھ ساتھ شام کی صورتحال کا تذکرہ بھی کیا۔اس کے بعد باہمی تعارف کے لیے 30 منٹ کے وقفہ کے دوران امیر حلقہ نے غیر تربیت یافتہ مبتدی رفقاء سے ملاقات کی اور انہیں 4 تا 10 مارچ قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں منعقد ہونے والے مبتدی تربیتی کورس میں شرکت کے لیے ترغیب دلائی۔

وقفہ کے بعد موضوع حقیقت نفاق پر بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور حافظ انجینئر نوید احمد کے ویڈیو کلپ دکھائے گئے۔اس کے بعد ملٹی میڈیا کی مدد سے بعنوان ”منصب سے معزولی پر مناسب طرز عمل“ پر ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے خطاب کیا۔ بعدازاں کلفٹن تنظیم کے ناظم تربیت جناب محمد احمد نے موضوع سوشل میڈیا ”مضرت، منفعت، احتیاطیں“ پر مفید و مدلل گفتگو فرمائی۔انہوں نے کہا کہ دینی حلقوں میں الحمدللہ ٹی وی کے حوالے سے حساسیت موجود ہے اور منبر ومحراب سے اس کے مضر نقصانات سے عوام الناس کو آگاہ کیا جاتا رہتا ہے لیکن لیپ ٹاپ، انٹرنیٹ، فیس بک، ٹوئیٹر وغیرہ کے بارے میں ایسی حساسیت کا معاملہ نہیں ہے جبکہ اس کے نقصانات ٹی وی سے بھی زیادہ ہیں۔ بعدازاں بلحاظ تنظیم رفقاء کے حلقے بنادیئے گئے اور ہر ایک حلقہ میں متعلقہ مقامی امیر نے ”گھر والوں کو دین کی دعوت کیسے دی جائے“ کے موضوع پر مذاکرہ کرایا۔آخر میں امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر نے ملٹی میڈیا کی مدد سے مولانا مودودیؒ کی کتاب ”تحریک اور کارکن“ سے چند اقتباسات بعنوان راہ حق سے ہٹانے والے بعض عیوب کا مطالعہ کروایا۔مزید براں انہوں نے نفسانیت، مزاج کی بے اعتدالی، تنگ دلی اور ضعف ارادہ جیسے عیوب کی بھی وضاحت فرمائی۔ مطالعہ کے بعد امیر حلقہ نے تمام حاضرین کا عموماً اور مدرسین کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔جنہوں نے انتہائی محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کی۔ انہوں نے سوشل میڈیا کے حوالے سے رفقاء اور خصوصاً ذمہ داران کو نصیحت کی کہ اس کا استعمال بوقت ضرورت ہی ہو اور دوران استعمال تمام احتیاطوں کو ملحوظ رکھا جائے۔انہوں نے بعض بیمار رفقاء کی صحت یابی کے لیے شرکاء سے درخواست کی اور مسنون دعا پر یہ مبارک اجتماع اختتام پذیر ہوا۔اللہ سب حاضرین کی شرکت کو قبول و منظور فرمائے۔آمین! (رپورٹ: راؤ محمد سہیل)

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام

12 مارچ کو حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام منفرد اُسرہ قصور میں منعقد ہوا۔پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔قائم مقام امیر حلقہ شکیل احمد نے پروگرام کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا۔لاہور سے تقریباً 33 رفقاء شکیل احمد کی قیادت میں قصور پہنچے۔سب سے پہلے امیر حلقہ کے معاون طارق محمود خان نے اُسرہ کیسے کریں اور گھریلو اُسرہ کی اہمیت پر سیر حاصل مذاکرہ کروایا۔اس کے بعد محمد عظیم نے ”انفرادی دعوت“ کی اہمیت کے موضوع پر روشنی ڈالی۔انفاق فی سبیل اللہ پر شہباز احمد شیخ نے گفتگو فرمائی۔اس کے بعد نماز ظہر وظہرانہ وآرام کے وقفے کے بعد معتمد حلقہ عبدالمنان نے ”حقوق العباد کی اہمیت“ پر گفتگو کرتے ہوئے حقوق العباد کے تین درجے تفصیلاً بیان کیے۔دورانِ وقفہ امیر حلقہ شکیل احمد نے اپنے معاونین کے ساتھ مقامی کالج کے لیکچرار سے ملاقات کی۔تنظیم کا تعارف کروایا اور کتب کا گفٹ بھی دیا گیا۔نماز عصر کے بعد قرب وجوار میں ٹولیوں کی صورت میں گشت کیا گیا۔اور بعدازاں نماز مغرب محمد عظیم اور شہباز احمد نے گفتگو فرمائی۔جس میں شرکاء کی تعداد 40 اور 100 کے قریب تھی پروگرام کے آخر میں شکیل احمد نے شرکاء کے سامنے تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی اور احباب کو لٹریچر کے ذریعے سے پڑھنے کی تلقین کی۔شرکاء کے تاثرات حوصلہ افزا تھے۔نماز عشاء کے بعد لاہور کے رفقاء کی واپسی ہوئی۔شرکاء نے ایسے پروگرام تسلسل اور بار بار منعقد کرنے کا تقاضا کیا۔نقیب اُسرہ قصور جعفر صدیق اور ان کے رفقاء کی طرف سے پروگرام کی بھرپور مہم چلائی گئی۔لٹریچر اور جرائد بھی تقسیم کیے گئے۔ (مرتب: عبدالمنان)

حلقہ پنجاب شرقی عارفوالا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

اجتماع کا انعقاد 26 فروری 2017ء کو کیا گیا جس کا آغاز صبح ساڑھے نو بجے بمقام ڈیرہ چودھری محمد اکرم (مرحوم) آرائیں زرعی فارم دیپالپور میں ہوا۔محمد ناصر بھٹی نے ناظم اجتماع کے فرائض ادا کئے۔سب سے پہلے محمد ناصر بھٹی نے دنیا کی حقیقت کے موضوع پر انتہائی جامع درس قرآن دیا۔اس کے بعد مولانا محمد اکرم مجاہد نے ”موت کا منظر اور اس کے بعد کے مراحل“ کے عنوان پر بہت احسن انداز میں گفتگو فرمائی۔پروفیسر نوازش رسول نے فرائض دینی کا جامع تصور کے عنوان پر بہت موثر خطاب فرمایا۔نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان محترم ڈاکٹر عبدالسمیع نے ”رب ہمارا“ کے عنوان پر انتہائی جامعیت اور مدلل انداز میں گفتگو فرمائی۔تربیتی اجتماع بعد نماز ظہر تقریباً 02:30 بجے اختتام پذیر ہوا۔اس پروگرام میں 56 کے قریب رفقاء اور 194 احباب نے شرکت کی۔مقامی تنظیم اوکاڑہ کے امیر نے اپنی ٹیم کے ساتھ پورے پروگرام کے لئے بہت احسن انداز میں تیاری کی ہوئی تھی۔اللہ تبارک وتعالیٰ رفقاء واحباب کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین! (مرتب: عابد حسین)

تنظیم اسلامی ساہیوال کے زیر اہتمام منکرات کے خلاف ریلی کا انعقاد

یکم اپریل 2017ء کو منکرات کے خلاف مہم کے سلسلے میں ایک ریلی نکالی گئی۔ اپریل فول کی غیر شرعی رسم کے حوالہ سے اس مہم کا موضوع جھوٹ کے خلاف جہاد رکھا گیا۔اس ریلی کا آغاز دوپہر دو بجے مسجد نور سے بعد نماز ظہر کیا گیا جو ساہیوال کی معروف کاروباری شاہراہ ہائی اسٹریٹ سے ہوتی ہوئی جوگی چوک پہنچ کر اختتام پذیر ہوئی۔اس سلسلہ میں پروفیسر محمد ناصر چشتی، نقیب ومعتمد تنظیم اسلامی ساہیوال نے مقامی انتظامیہ سے تحریری طور پر اجازت حاصل کی تھی۔ریلی نہایت منظم انداز میں ٹریفک کی روانی کو متاثر کیے بغیر پرامن طور پر منزل مقصود تک پہنچی۔ ریلی میں تنظیم اسلامی ساہیوال کے تمام رفقاء اور احباب نے شرکت کی جن کی تعداد کم وبیش ستر، اسی افراد پر مشتمل تھی۔مسجد نور کے امام وخطیب نے بھی زیر تعلیم طلبہ کے ہمراہ شرکت کی۔

ریلی کے لیے جناب نعیم ڈینٹل سرجن ساہیوال نے پینتیس ٹی بورڈ اور ایک ہزار سہ ورقی پمفلٹ تیار کروائے جو دوران ریلی راہ گیروں میں تقسیم کیے گئے۔مزید برآں انہوں نے ریلی کے شرکاء کے لیے ٹھنڈے پانی کا بھی انتظام کیا۔ریلی کے آغاز اور اختتام پر مسجدِ نور کے سامنے جناب عبداللہ سلیم امیر تنظیم اسلامی ساہیوال نے پُرجوش خطاب کیا۔انہوں نے واضح کیا کہ کس طرح آج کل جھوٹ ہمارے افراد اور اداروں کے ضمیر میں رچ بس گیا ہے کہ ہمیں اس کی دینی و دنیوی ہلاکت اور تباہ کاری کا احساس تک نہیں ہوتا۔حدیث رسول ﷺ کے مطابق جھوٹ ہنسی مذاق میں بولنا بھی گناہ ہے جبکہ ہمارے معاشرے کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ ہم یکم اپریل کو باقاعدہ جھوٹ کا دن منانے لگے ہیں۔انہوں نے رفقاء تنظیم کو بالخصوص اور عوام الناس کو بالعموم ہر نوع کے جھوٹ سے اجتناب کرنے کی تلقین کی۔ آخر میں تمام شرکاء نے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور زندگی کے ہر شعبہ میں حضرت محمد ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین!

(مرتب: جاوید اقبال)

Dropping 'the mother of all bombs'... A political stunt and a message

What's worse than a demagogue who thinks violence is the only way? One who commands the world's biggest military. Trump's decision to drop the "mother of all bombs" on caves in Afghanistan was no more than an expensive stunt. It will excite the media, fool some Americans into thinking it will help defeat 'terrorists' and drive up his poll ratings. As Robert De Niro once said in the movie Wag the Dog, "War is show business – that's why we're here."

Dropping bombs on caves in Afghanistan won't even come near destroying Isis. Why? For a start, Isis has had little success in Afghanistan despite trying for years. The Afghan Taliban are far more of a force. And in most cases they have deep roots embedded in the civilian population, rather hiding in caves. Trump dropped a bomb to get accolades from TV news pundits. That is how success is measured in Washington DC.

But if not this, then what are we meant to do? Isis may be losing territory in Syria and Iraq but it still commands significant support worldwide. In the last month alone, we have seen Isis-inspired attacks in London, Stockholm and Dortmund, let alone Egypt and other parts of the Middle East. The group, which Trump claims was created by his predecessors, has diverted its focus from building a caliphate to creating terror elsewhere.

Wesley Morgan, a researcher at Harvard University's Belfer Center who's writing a book on Afghanistan, wondered on Twitter about "how many times commanders in (Afghanistan) have requested MOAB use over the years and been denied." "There could be a changed climate about airpower requests that's only indirectly to do with Trump — officers making new requests in new climate," Morgan said.

President Barack Obama was known and disliked by the Zionist lobby in DC for his tendency to 'painfully deliberate' military decisions. Trump might now be trying to send a message that "the next four years will not be like the last eight years," Morgan said. Indeed, Trump on Thursday (13 April 2017) said, "If you look at what's happened over the last eight weeks and compare that, really, to what's happened over the last eight years, you'll see there's a tremendous difference."

Some have suggested that the US military could also be sending a message to other adversaries abroad. "There's also the very real possibility that we're sending a message to the North Koreans that we have these 30,000 pound bombs," said Chris Harmer, a former US Navy commander and aviator who's now a senior naval analyst for the Institute for the Study of War.

When asked whether the use of the MOAB sends a message to North Korea, Trump said Thursday that he wasn't sure and that it didn't make any difference whether it did or not.

While Gen. John Nicholson, the commander for US forces in Afghanistan, said the MOAB was "the right weapon against the right target" — it's meant to cause "overpressure" that can crush underground tunnels and bunkers — Harmer noted that the military should "only want to use as much force as is necessary."

Former Afghan President Hamid Karzai accused the US of a "brutal misuse of our country as testing ground for new and dangerous weapons," although the US claims that it coordinated the strike with both Afghan and Pakistani officials.

Harmer also wondered why the US military wouldn't have used smaller precision weapons for the strike in Afghanistan. "We've been fighting for 16 years and this is the first time we've needed to wipe out a tunnel system?" he said, adding, "You can't possibly tell me that today is the first time we've needed to go after tunnels or caves in Afghanistan. What is special about today?" If the US is trying to send a political message with the use of the MOAB, Harmer said, "It's a sign of overkill and probably a message meant for both home and overseas."

Sources: adapted from articles published in ***Independent UK & Business Insider***

About the MOAB

The GBU-43/B Massive Ordnance Air Blast (MOAB, commonly known as the 'Mother of All Bombs') is a large-yield bomb, developed for the United States military by Albert L. Weimorts, Jr. of the Air Force Research Laboratory. At the time of development, it was touted as the most powerful non-nuclear weapon in the American arsenal. The bomb is designed to be delivered by a C-130 Hercules, primarily the MC-130E Combat Talon I or MC-130H Combat Talon II variants. The MOAB is not a penetrator weapon and is primarily intended for soft to medium surface targets covering extended areas and targets in a contained environment such as a deep canyon or within a cave system.

The first operational usage of the MOAB was during an airstrike on 13 April 2017 claimed by CENTCOM (and President Trump himself) to be against ISIS militants in Afghanistan. According to an Afghan government official, the number of people killed in the attack by the largest non-nuclear weapon of mass destruction had risen to 94. Former US military official Marc Garlasco, who served in the George W. Bush administration, reported that the US had never deployed the MOAB before the Trump administration in combat, due to collateral damage concerns.

(**Note**: ***The details compiled by the Nida e Khilafat editorial team***)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اور برج،
سیکٹر I-8/4 اسلام آباد (دفتر حلقہ پنجاب شمالی)‘‘ میں

05 تا 07 مئی 2017ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438،
051-2340147، 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی کے رفیق اور مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور کے کارکن، عمر 75 سال، صحت منداور تندرست، پہلی بیوی فوت، لاہور میں ذاتی رہائش اور ملازمت، کے لیے پچاس سے ساٹھ سال عمر تک کی خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0333-4374537 0336-4441134

☆ لاہور میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم ایس سی اکنامکس کے لیے تعلیم یافتہ، دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی شرط نہیں۔ برائے رابطہ: 0344-4472791 0323-5758077

☆ راجپوت فیملی کی بیٹی، عمر 27 سال، بی اے، بی ایڈ، ایم ایڈ، شرعی پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ شرعی پردے کے حامل لوگ رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0332-9449514 0312-9449514

☆ کینیڈا میں مقیم رفیق تنظیم، عمر 23 سال کے لیے دینی شعائر کی پابند گریجوایٹ لڑکی، عمر 18 تا 21 سال کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-3108275

☆ پشاور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر تقریباً 42 سال، سرکاری افسر کو عقد ثانی کے لیے دینی و دنیاوی تعلیم یافتہ 30 سال کی عمر تک کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ مطلقہ / بیوہ (سنگل) کے سرپرست بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔
برائے رابطہ: 0345-9114511 0335-9114511

☆ رحیم یار خان میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 31 سال، تعلیم بی ٹیک، برسر روزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0301-7649667

MULTICAL-1000
Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)
STAY STRONG WITH
XTRA
CALCIUM
1000mg
MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM
Takes you away from
Malaise & Fatigue
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
XTRA
CALCIUM
1000
mg
MULTICAL-1000
10 Sachets
Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low
calaroies sweetner
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health
our Devotion